قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء

محرم الحرام ۱۴۳۰ھ
جنوری 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۴۷ سال
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

جلد ۱۳
شمارہ ۱

خلافت فاروق اعظمؓ کی چند جھلکیاں

حضرت امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور واقعہ کربلا

صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ

ہمارے حکمران

حیات فیضؒ

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ **لولاک** ملتان

شمارہ : ۱ ● جلد : ۱۳

بانی : مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی : خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب : مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ : یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ، ملتان فون : 061-4583486-4514122

ناشر : عزیز احمد مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ہمارے حکمران	ادارہ	3
ہم اور ہمارے حالات	//	4
بھارتی میڈیا بھی ہندو ہی نکلا	//	5

مقالات ومضامین

امام عالی مقام حضرت حسینؓ اور واقعہ کربلا	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	6
سیدنا امام حسینؓ	مولانا غلام رسول دین پوری	12
صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ	مولانا سید زوار حسین	17
خلافت فاروق اعظمؓ کی جھلکیاں	مولانا محمد ظفیر الدین	20
حق گوئی	بنت ابو عبداللہ	25

رد قادیانیت

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	29
مسیح کی پہچان کیلئے اہم نشانیاں، احادیث کی روشنی میں	صاحبزادہ مبشر محمود	35

متفرقات

حیات فیضؒ	مولانا خدا بخش ملتانی	39
تحفظ ختم نبوت کانفرنس سرگودھا کیلئے پیغام	مفتی عبدالقدوس ترمذی	46
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	48
تبصرہ کتب	مولانا غلام رسول دین پوری	54
امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کے نام خط اور حضرت کا جواب		56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

ہمارے حکمران!

بعض فیصلے ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق آنے والی نسلوں سے ہوتا ہے۔ جو قومیں اپنے ماضی سے سبق حاصل نہ کرسکیں ایسی قوموں پر ترقی کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہوجایا کرتے ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو آج تک کوئی ایسا حکمران نہیں ملا جس پر ہم لوگ فخر محسوس کرسکیں۔

ہمارے حکمرانوں میں کون ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نے ہر کام ملکی مفاد میں کیا۔ بلاشبہ جو وقت گزر رہا ہے وہ ملک عزیز کے لئے نہایت ہی اہم بھی ہے اور نازک بھی۔ یہ وقت ایسا ہے جو ہمارے لئے آنے والے وقتوں کی سمت کا تعین کرے گا۔ بمبئی حملوں کے بعد جس طرح ہمارے حکمرانوں نے آنکھیں بند کر کے رفاہی تنظیموں اور جماعتوں پر پابندی لگائی اس سے اس تاثر کو تقویت ملتی ہے کہ آج بھی فیصلوں کا اختیار ہمارے حکمرانوں کے پاس نہیں ہے۔ اگرچہ پیپلز پارٹی کے حکومت میں آنے کے بعد عوام کو یہ امید ہوئی تھی کہ اب ہم اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہوں گے۔ لیکن صورت حال جیسی تھی ویسی ہی ہے۔ بقول علامہ اقبال کے کہ: ’’وہی حیلے ہیں پرویزی‘‘ وہی سابقہ طرز حکمرانی ہے جس میں فیصلے کوئی اور کرتا ہے۔ جبکہ حکمران کا کام صرف اور صرف ان فیصلوں پر عملدرآمد کرنا ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وطن عزیز پاکستان نے دہشت گردی کی اس جنگ کے معاملے میں دوسرے تمام اتحادیوں سے زیادہ کام کیا۔ لیکن اس کے باوجود عالمی برادری میں آج تک کوئی بھی اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ آج بھی دنیا بھر میں پاکستان کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اس لئے عوام اس نازک موڑ پر حکمرانوں سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس موقع پر پاکستان کی موجودہ تشویش ناک صورت حال کا احساس کرتے ہوئے عوامی امنگوں اور خواہشوں کے مطابق عوام کے جذبات کی ترجمانی کریں۔ لیکن اگر پیپلز پارٹی کی حکومت بھی سابقہ حکومتوں کی طرح عوام کے معیار اور اعتماد پر پورا نہیں اتر سکی تو پھر پیپلز پارٹی کے اقتدار کو کوئی بھی مائی کا لال نہیں بچا سکے گا۔ اس لئے کہ وقت ہر کسی پر ایک ایسا لمحہ ضرور لاتا ہے جو اس کے امتحان کی گھڑی ثابت ہوتا ہے اور اسی لمحہ میں انسان کی صلاحیتوں کا امتحان بھی ہوجاتا ہے۔

بلندی کی خواہش میں ڈھلوان پر چڑھنے والے اکثر پھسل جاتے ہیں اور جب وہ گرتے ہیں تو ان کا مقدر پاتال کی وہ گہرائیاں ہوتی ہیں جن سے نکلنا ناممکن ہوتا ہے۔ ہمارے حکمرانوں کو چاہئے کہ وہ اغیار کی باتوں میں آکر پاکستان میں کام کرنے والے رفاہی تنظیموں اور جماعتوں پر پابندی لگانے کی بجائے ان کے نیک اور اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ وہ غریب، نادار اور بے بس عوام جن کی روزی روٹی ان ہی اداروں کی بدولت چل رہی ہے وہ چلتی رہے۔

اللہ رب العزت نے اس پاک وطن کی صورت میں ہمیں جس عظیم نعمت سے نوازا ہے اس کی قدر کرنا ہم سب پر فرض ہے۔ جو لوگ نعمت کی قدر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمت چھین لیتا ہے۔

ہم اور ہمارے حالات

اس ارض پاک و وطن عزیز پاکستان میں ہزاروں مسلمان صلحاء و علماء سے لے کر غریب عوام تک شب و روز اپنے رب سے صرف اور صرف یہ ہی دعاء کر رہے ہیں کہ پروردگار عالم اس دلنشین وطن کو جو کبھی واقعی ایک دلآ ویز اور حسین ترین خطہ تصور کیا جاتا تھا اور جسے صرف اور صرف آپ ہی کے عطا کئے ہوئے عالمی نظام اسلام و قرآن و سنت کے نام پر حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں قانون الٰہی اور اسوۂ نبوی ﷺ ہی چلے گا۔ افسوس صد افسوس کہ آج کچھ مفاد پرستوں حب دنیا کے مجسموں، ہنود و یہود اور عیسائیوں و قادیانیوں اور کچھ اپنوں ہی کے ہاتھوں اس کے حلئے اور شکل و صورت کو بگاڑا جا رہا ہے۔ تو اسے اپنے حفظ و امان میں رکھ اور اس کے باشندوں کا تو ہی محافظ و مدد گار ہے۔ مساجد، مدارس، خانقاہوں و دینی اداروں کا تو ہی والی وارث و نگہبان ہے۔

کیونکہ روز بروز کے بڑی شدت و تیزی سے رونما ہونے والے حالات و واقعات دیکھ کر دنیائے دل ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ فحاشی و عریانی، بے حیائی و آزاد خیالی، قتل و کشت، بھوک و افلاس اور اپنی تمناؤں کے پورا نہ ہونے کی صورت میں خودکشی جیسے واقعات، مہنگائی، خصوصاً اوقات صلوٰۃ میں لوڈ شیڈنگ اور ہمارے قبائلی و سرحدی علاقوں میں امریکی میزائیلی حملے۔ ان حالات میں صرف اور صرف اللہ رب العزت کی ذات عالی پر توکل و بھروسہ ہے۔ کیونکہ گذشتہ برسوں سے آج تک دیکھنے والی آنکھوں نے اتنا کچھ دیکھ لیا ہے کہ اب نہ تو کوئی قابل اعتماد رہا ہے اور نہ ہی کسی پر اعتبار کرنے کو جی چاہتا ہے۔ بوالہوسی اتنی ہے کہ عہدہ و منصب کے طماع اپنی خرمستیوں میں مشغول ہیں۔ ان سے نکلیں تو باہر کا سوچیں۔ کسی کے مزار کی چھت ٹپکے تو اخبارات کی زینت بنے اور جو کسی بھی وجہ سے بے گھر ہوں اور بھوکے مر رہے ہوں تو کانوں تک جوں نہ رینگے۔

ان تمام حالات پر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کی مضبوط بنیادوں کو ان دیکھی قوتوں کے ذریعہ اندرونی طور پر کمزور کیا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم اقوام عالم کی تاریخ اکٹھی کریں تو ہمیں بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ جو قومیں حب الوطنی سے سرشار ہوتی ہیں وہ مضبوط و متحد ہوتی ہیں۔ جن کی نیتیں صاف اور قلوب محبت وطن سے لبریز ہوں۔ وہ اقوام و ممالک کبھی بھی شکست خوردہ نہیں ہوتے۔

جس ملک نے بڑی سے بڑی دنیاوی سپر پاور کے آگے سر نہ جھکایا ہو تو ایسے ملک کو دنیا ستائش بھری نظروں سے دیکھتی ہے اور اس کی قدر و منزلت جانتی ہے۔ آج ہم کہنے کو تو ایک آزاد و خودمختار ریاست ہیں۔ لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ احساس بڑی شدت کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے کہ ہمارے ہر طرف اغیار کی یلغار ہے جو ہمارے شہروں کے ساتھ ساتھ ہمارے دل و دماغ کے اطمینان و سکون کو غارت کئے ہوئے ہے یا پھر ہماری اپنی ہی نااہلی ہے اور ہم کسی غیر کے ہاتھ کا کھلونا بنے ہوئے ہیں اور اس کے بہکانے پر اپنے جنت نظیر خطے کو جہنم زار بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یوں تو یہ کام ایک عرصہ سے امریکہ بڑی خوبی سے سرانجام دے رہا ہے۔ جبکہ ہمارے ارباب اقتدار و اختیار رہیں کہ وہ صرف خاموش تماشائی بنے ہوئے اپنے ہی لوگوں پر ظلم و ستم ہوتا دیکھ رہے ہیں۔

اسی امریکہ کی دیکھا دیکھی اب بھارت کو بھی پرانے دور کی ٹیسیں چین سے بیٹھنے دے رہیں جو اسے

پاکستان بننے کے بعد سے اب تک اپنے وجود میں اٹھتی محسوس ہوتی ہیں۔ وہاں اگر ایک پٹاخہ بھی چھوٹ جائے تو وہ خواہ مخواہ پاکستان کی جانب مشکوک نگاہوں سے دیکھنے لگ جاتا ہے اور اب کی تازہ مثال بمبئی میں ہونے والے دھماکوں کے واقعات ہیں جس کا سارا قہر پاکستان پر ہی توڑ رہا ہے اور جوش دیوانگی میں حواس باختہ ہو کر پاکستان پر بے جا الزامات کی بارشیں کر رہا ہے۔

ان تمام تر حالات وواقعات میں جمیع اہل اسلام اور ارباب اقتدار سے گذارش ہے کہ ہوش کے ناخن لے کر بے دینی اور بیرونی سازشوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے وطن کے بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کر کے سد سکندری باندھنے کی کوشش کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق قائم کریں۔ اپنے معاملات کی ایمانداری سے درستگی کریں۔ اپنے درمیان کالی بھیڑوں کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ لیکن شرط اخلاص نیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک وملت حفاظت فرمائیں۔ آمین!

بھارتی میڈیا بھی ہندو ہی نکلا

بمبئی بم دھماکوں نے جہاں بھارت کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے وہاں بھارتی میڈیا کے پورے ہندو ہونے کے ثبوت بھی فراہم کر دیئے ہیں۔ جس طرح نائن الیون کے واقعہ کے بعد امریکہ نے اپنی تمام تر توپوں کا رخ اسلامی دنیا اور خصوصاً پاکستان کی جانب کر دیا تھا اسی طرح سوچی سمجھی سازش کے تحت بھارتی میڈیا نے اپنی حکومت را، موساد، امریکہ، شیو سینا کے اشاروں پر ناچتے ہوئے اسے پاکستانی سازش قرار دے ڈالا۔ بھارتی میڈیا پہلے بھی ہندو تھا اور اب بھی ہندو ہے۔ ہمارے نام نہاد دانشوروں اور حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو پاک بھارت دوستی کے گیت الاپتے نہیں تھکتے۔

تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ بھارتی میڈیا نے ہر ایشو پر ناپسندیدہ رویہ اختیار کیا اور ہر واقعہ کی جعلی تصویر ہی اپنے لوگوں کو دکھائی۔ قیام پاکستان، پاک بھارت جنگ 1965ء، مشرقی پاکستان میں دراندازی، پاک بھارت پانی ایشو، سمجھوتہ ایکسپریس، کارگل ایشوز سمیت بھارتی میڈیا ہمیشہ ''ہندو'' ہی رہا۔ قیام پاکستان کے وقت بھارتی اخبارات اسے چند دنوں کی ریاست قرار دیتے رہے۔ 1965ء کی جنگ میں لاہور پر قبضہ کی جعلی سرخیاں آج بھی بھارتی اخبارات کے ریکارڈ میں ہیں۔ کارگل ایشو میں اپنی سپاہ کی کامیابیوں کی جعلی خبریں لگا کر حقائق سے دور رکھا گیا۔ سمجھوتہ ایکسپریس پر حملہ، مشرقی پاکستان میں تمام تر اخلاقی قدروں کو سبوتاژ کر کے دراندازی ابھی کل کی باتیں ہیں۔

بھارتی میڈیا نے ایک خاص پلاننگ سے ''اہل وطن'' کو بھارتی اداکاروں کا دیوانہ بنا رکھا ہے جس میں ہمارے بعض ناعاقبت اندیش حکمرانوں کا کردار بھی ہے۔ ہمیں اپنے پاک وطن کے خلاف اٹھنے والی ہر سازش اور پروپیگنڈے کا مثبت انداز میں جواب دینا ہوگا تا کہ ہندو میڈیا کو یہاں گل کھلانے کا موقع نہ ملے۔ ہمارے میڈیا کو بھارت کے ہندو ذہنیت رکھنے والے میڈیا کا جواب دینا ہوگا اور اپنی بقاء کی جنگ میں ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔

امام عالی مقام حضرت حسینؓ اور واقعہ کربلا!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امام عالی مقام حضرت حسینؓ شعبان المعظم ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ رحمت دو عالم ﷺ نے آپ کا نام حسین رکھا، شہد چٹایا، منہ میں زبان مبارک داخل فرما کر لعاب دہن عطاء فرمایا اور ان کا عقیقہ اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؓ چھ سات سال حضور ﷺ کی تربیت میں رہے۔ رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے آپ کے ساتھ خصوصی لطف وکرم کا معاملہ فرمایا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے آخری دور خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع فرمائی۔ حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو آپ حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لئے اپنے والد محترم کی طرف سے مامور تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت امام حسنؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تو آپ نے بڑے بھائی کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور خود بھی بیعت فرمائی۔ حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو ولی عہد مقرر کر کے اس کے حق میں بیعت کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت پر اصرار کریں۔ ہم آپ کے سامنے تین صورتیں رکھتے ہیں۔ جو آپ کے پیش رووں کی سنت ہے۔

۱...... آپ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق خلافت کا فیصلہ رائے عامہ پر چھوڑ دیں۔

۲...... حضرت ابوبکرؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی غیر رشتہ دار کو خلیفہ نامزد کر دیں۔

۳...... حضرت فاروق اعظمؓ کے طرز عمل کے مطابق اہل لوگوں کی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ مگر حضرت امیر معاویہؓ کا اصرار تھا۔ چانکہ یزید کی بیعت ہو چکی ہے۔ لہٰذا آپ لوگ مخالفت نہ کریں۔

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات اور وصیت

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ولی عہد یزید کو کچھ وصیتیں کیں۔ ان میں ایک وصیت یہ تھی کہ اہل عراق حسینؓ کو تمہارے مقابل لانے کی کوشش کریں گے۔ اگر ان کے مقابلہ میں تم کامیاب ہو گئے تو قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے ان سے درگذر کرنا۔ ان کا سب مسلمانوں پر حق ہے۔ (کامل ابن اثیر ج۴ ص۱)

یزید کا والی مدینہ کے نام خط

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید نے والی مدینہ ولید ابن عقبہ ابن ابی سفیان کو خط لکھا کہ:

”حضرت حسینؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، عبداللہ ابن زبیرؓ کو بیعت کے لئے مجبور کرے اور ان کو مہلت نہ دے۔“ چنانچہ ولید ابن عقبہ نے مذکورہ بالا حضرات سے بیعت کا تقاضا کیا اور یزید کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت امام عالی مقامؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ: ”میرے جیسے آدمی کے لئے کہ خلوت میں پوشیدہ طور پر بیعت

کرنا مناسب نہ ہے۔ آپ سب کو جمع کر کے بیعت خلافت کا معاملہ ان کے سامنے رکھیں جو کچھ ہوگا سب کے سامنے ہو جائے گا۔'' تو والی مدینہ نے اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت الامامؓ اور ابن زبیرؓ مکہ میں

حضرت امامؓ اور حضرت ابن زبیرؓ مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔ یزیدی لشکر نے تعاقب کیا۔ لیکن آپ مکہ پہنچ چکے تھے۔ جب حضرت الامام مکہ پہنچے تو اہل کوفہ کے وفود اور خطوط آنے شروع ہوگئے کہ کوفہ آپ کے والد محترم کا پایہ تخت ہے۔ جس میں آپ کے ہزاروں جانثار موجود ہیں۔ ہم نے ابھی تک یزیدی گورنر کی اطاعت نہیں کی۔ آپ نے صورت احوال کی تحقیق وتفتیش کے لئے اپنے چچیرے بھائی حضرت مسلم ابن عقیلؓ کو کوفہ روانہ کیا۔ جب مسلم کوفہ پہنچے تو ہزاروں شیعان علیؓ نے ان کا استقبال کیا اور انہیں مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت مسلم ابن عقیلؓ نے حالات کو حوصلہ افزا قرار دیتے ہوئے درخواست کی کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں۔

حالات میں تغیر وانقلاب

یزید نے عبیداللہ بن زیادہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کر کے لکھا کہ وہ فوراً کوفہ پہنچ کر مسلم ابن عقیلؓ کو گرفتار کر کے قتل کردے یا کوفہ سے نکال دے۔ چنانچہ ابن زیاد نے کوفہ پہنچ کر سخت تقریر کی اور کہا کہ جو ان (ابن زیاد) کی اطاعت کرے گا اسے اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا اور جو سرکشی کرے گا۔ اس کے ساتھ سختی کی جائے گی۔ عبیداللہ ابن زیاد کی تقریر سنتے ہی شیعان علیؓ کے پتے پانی ہوگئے اور وہ چند روز پہلے یا حسینؓ کا نعرہ لگانے والے تھے۔ یزید کے طرفدار بن گئے اور مخبری کر کے حضرت مسلم بن عقیلؓ کو گرفتار کرا کر قتل کرادیا۔ حضرت مسلم بن عقیلؓ نے وصیت کی کہ حضرت امام عالی مقامؓ کوفہ کا رخ نہ کریں۔ کیونکہ کوفی لایوفی ہوچکے ہیں۔ مسلم ابن عقیلؓ کا گرفتاری کے بعد ابن زیاد سے درج ذیل مکالمہ ہوا۔

مسلم بن عقیلؓ اور ابن زیادہ میں مکالمہ

ابن زیاد نے کہا کہ مسلم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمان ایک نظم اور کلمہ پر متفق ہوچکے تھے تو نے تفرقہ ڈالا۔ مسلم نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے خطوط لکھے کہ تمہارے باپ (زیاد) نے نیک اور شریف لوگوں کو قتل کرایا اور یہاں کے لوگوں پر قیصر وکسریٰ کی طرح حکومت کرنا چاہی۔ اس لئے ہم مجبور ہوئے کہ ہم کتاب وسنت کا نظام عدل نافذ کریں۔ اس پر ابن زیاد اور زیادہ برافروختہ ہوا اور قصر امارت پر جا کر مسلم بن عقیلؓ کا سر دھڑ سے جدا کر کے انہیں نیچے پھینک دیا۔

حضرت الامامؓ کا عزم کوفہ

اہل کوفہ کے وفود وخطوط اور مسلم بن عقیلؓ کے پیغام سے آپ نے کوفہ کا عزم کرلیا۔ بہت سے حضرات نے حضرت الامام سے درخواست کی کہ آپؓ اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آئیں اور کوفہ جانے کا ارادہ ملتوی کردیں۔ حضرت

عبداللہ بن عباسؓ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بالاصرار درخواست کی کہ آپ کوفہ کا ارادہ چھوڑ دیں۔ کیونکہ اہل عراق وعدہ خلاف، عہد شکن اور بے وفا لوگ ہیں۔ ان کے جھانسے میں نہ آئیں اور اگر آپ عزم بالجزم (پختہ ارادہ) کر ہی چکے ہیں تو اپنے اہل وعیال کو ساتھ نہ لے جائیں۔ لیکن حضرت الامام چونکہ پختہ ارادہ فرما چکے تھے۔ آپ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو مکہ مکرمہ سے کوفہ روانہ ہوگئے۔ راستے میں فرزدق نامی شاعر ملا۔ اس نے بھی اہل کوفہ کی بے وفائی کی عادت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''اہل عراق کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ اور تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' اس پر حضرت حسینؓ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور فرمایا کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں تمام کام ہیں۔ جو چاہتا کرتا ہے اور ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہے۔

آپ کے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو تیز رفتار سواری کے ساتھ خط دے کر روانہ کیا اور مکہ مکرمہ واپسی کی استدعا کی اور لکھا مجھے آپ کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور خوف ہے کہ آپ کے سب اہل بیت اور احباب کو ختم کر دیا جائے گا اور خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے راہنماء اور پیشواء ہیں۔ آپ جلدی نہ کریں۔ اس خط کے پیچھے میں خود بھی آرہا ہوں۔ والسلام! (تاریخ ابن اثیر)

ابن زیاد کی فوجی تیاری

چنانچہ ابن زیاد نے اپنے پولیس افسر حسین بن نمیر کو قادسیہ بھیجا کہ وہ مقابلہ کی تیاری کرے۔ راستے میں عبداللہ ابن مطیع ملے اور انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ ابن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میں تمہیں عزت اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس ارادے سے رک جائیں۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور حرمت قریش اور حرمت عرب کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ بنی امیہ سے اقتدار لینا چاہیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں اور اپنی جان کو بنی امیہ کے حوالے ہرگز نہ کریں۔ بایں ہمہ آپ کوفہ کو روانہ ہوگئے۔ راستے میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کے اکثر رفقاء نے استدعا کی کہ اہل کوفہ سے خیر کی توقع نہ رکھیں اور واپس لوٹ جائیں۔ لیکن مسلم بن عقیلؓ کے عزیزوں نے کہا کہ ہم مسلم کا انتقام لیں گے یا ان کی طرح اپنی جانیں قربان کر دیں گے تو آپ نے سفر جاری رکھا۔

حر ابن یزید ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ

آپ کا سفر جاری تھا کہ حر ابن یزید ایک ہزار کا لشکر لے کر آدھمکا اور اس نے مقابلہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا تو سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے فریق مقابل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ''اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ اور تمہارے سامنے یہ عذر رکھتا ہوں۔ میں نے اس وقت تک آنے کا ارادہ نہیں کیا۔ جب تک تمہارے بے شمار خطوط اور وفود میرے پاس نہیں پہنچے۔ میں تمہارے بلانے پر آگیا ہوں۔ اگر تم اپنے وعدوں اور عہدوں پر قائم ہو تو میں کوفہ چلتا ہوں اور اگر تمہاری رائے بدل گئی ہے تو واپس

چلا جاتا ہوں۔ تقریر سن کر سب خاموش رہے تو مکبر نے تکبیر کہی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ حضرت الامامؓ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا کہ: ’’اہل کوفہ نے ہمیں دھوکہ دیا اور ہمارے متبعین ہم سے پھر گئے۔ اب جس کا جی چاہے واپس ہو جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔‘‘ اس اعلان کے بعد بدولوگ دائیں بائیں ہو گئے۔ اب صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے ساتھ آئے تھے۔

حر ابن یزید کی آمد کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے کئی خطبے دیئے اور اپنا حق جتلایا اور خطوط و وفود کا تذکرہ کیا۔ حر نے کہا کہ مجھے خطوط و وفود کا کوئی علم نہیں۔ مجھے امیر کی طرف سے یہی حکم ہے کہ آپ کو کوفہ پہنچا دوں اور اگر آپ ایسا کر دیں کہ کوفہ اور مدینہ کے بجائے کسی اور طرف چلے جائیں تو میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں تاکہ کوئی مخلص نکل آئے۔

طرماح ابن عدی کی آمد

طرماح ابن عدی کی قیادت میں چار آدمیوں کا مختصر قافلہ کوفہ سے آپ کے پاس آیا اور بتلایا کہ کوفے کے بڑے بڑے سرداروں کو رشوتیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا گیا ہے۔ عوام کے دل آپ کے ساتھ اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور کوفہ سے ایک بڑا لشکر آپ کی طرف رواں دواں ہے۔ چنانچہ عمر ابن سعد کی قیادت میں چار ہزار نفوس پر مشتمل دوسرا لشکر بھی آن پہنچا اور عمر بن سعد نے پوچھا کہ آپ کس طرح آئے تو آپ نے فرمایا کہ اہل کوفہ کا بلایا ہوا آیا ہوں۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو جانے کے لئے تیار ہوں۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ آپ واپس جانے کے لئے تیار ہیں۔

آپ کا پانی بند کر دینے کا حکم

ابن زیاد نے جواب دیا کہ حسینؓ کے سامنے یہ بات رکھو کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور عمر ابن سعد کو حکم دیا کہ آپ اور آپ کے رفقاء کا پانی بالکل بند کر دو۔ یہ واقعہ آپ کی شہادت کے تین روز پہلے کا ہے۔ آپ کے رفقاء کا پانی بالکل بند کر دیا گیا۔ آپ نے اپنے بھائی عباسؓ ابن علی کو تیس سواروں اور تیس پیادہ حضرات کے ساتھ بھیجا۔ مقابلہ کے بعد بیس مشکیزے پانی بھر کر لائے۔ عمر بن سعد سے ملاقات میں آپ نے تین تجاویز رکھیں۔

تین تجاویز

۱...... میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

۲...... میں یزید کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر لوں۔

۳...... مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر جانے دو۔

ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا تو ابن سعد اس سے متاثر ہوا۔ لیکن شمر لعین نے مخالفت کی اور کہا کہ حسینؓ آپ کے پاس آجائیں آپ چاہیں تو سزا دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں۔ چنانچہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا۔ میں نے

تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو یا ان کی سفارش کرو۔ اگر حسینؓ اور ان کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو صحیح سالم پہنچا دو۔ ورنہ ان سے جنگ کرو اور یہاں تک کہ ان کو قتل کرو۔ مثلہ کرو۔ ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندڈالو۔ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو ایک فرمانبردار کی طرح انعام ملے گا اور تعمیل نہیں کرتے تو ہمارے لشکر کو فوراً چھوڑ دو اور چارج شمر کے سپرد کر دو۔ والسلام!

شمر یہ خط لے کر ابن سعد کے پاس پہنچا اور ابن زیاد کا حکم نامہ پہنچایا۔ جس کی اطلاع حضرت امام عالی مقام کو دی گئی۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ: ’’اس ذلت سے موت بہتر ہے۔‘‘

حضرت الامام کو خواب میں حضورﷺ کی زیارت

حضرت الامامؓ اپنے خیمہ کے سامنے تشریف فرما تھے کہ اونگھ آ گئی اور خواب میں رحمت دو عالمﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپﷺ نے فرمایا کہ: ’’اب تم ہمارے پاس آنے والے ہو۔‘‘ یہ محرم الحرام کی نویں تاریخ تھی۔ آپ نے ساری رات الحاح وزاری، دعا واستغفار، تلاوت کلام پاک اور نوافل میں گزاری۔ نیز آپ نے اپنے رفقاء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا آخری دن ہے۔ میں سب کو خوشی کے ساتھ اجازت دیتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ اور جہاں پناہ ملے چلے جاؤ اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور مختلف علاقوں میں پھیل جاؤ۔ کیونکہ دشمن میرا طلب گار ہے۔ وہ مجھے پائے گا تو دوسروں کی طرف التفاف نہ کرے گا۔

یہ تقریر سن کو آپ کے تمام رفقاء نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کو بے یارومددگار چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ اور دوسری خواتین کو وصیت فرمائی۔ میری بہن میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت پر تم کپڑے پھاڑنا اور نہ سینہ کوبی کرنا اور بلند آواز سے رونے اور چلانے سے بچنا۔ یہ فرما کر آپ باہر آ گئے اور پوری رات دعا واستغفار میں گزاری۔ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو عمر بن سعد کا لشکر سامنے آ گیا۔ حضرت حسینؓ کے ساتھ کل بہتر افراد تھے۔ تیس سوار اور چالیس پیادہ۔ آپ نے بھی مقابلہ کے لئے ساتھیوں کی صف بندی کی۔ عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کا امیر حر بن یزید کو مقرر کیا۔ حر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور آپؓ کے ساتھ آ ملا اور اپنی غفلت کی معافی طلب کی۔

حضرت الامام کا لشکر سے خطاب

لوگو! میری بات سنو! جلدی نہ کرو۔ تاکہ میں حق نصیحت ادا کر دوں۔ جو میرے ذمہ ہے اور اپنے یہاں آنے کی وجہ بتلا سکوں۔ پھر تم اگر میرا عذر قبول کرو اور میری بات کو سچا جانو اور میرے ساتھ انصاف کرو تو اس میں تمہاری فلاح وسعادت ہے اور تمہارے لئے میرے ساتھ قتال کا کوئی راستہ نہیں اور اگر تم میرا عذر قبول نہ کرو تم سب مل کر اپنا کام کرو اور اپنے شریکوں کو بھی جمع کر لو اور تمہیں کام میں کوئی شبہ نہ رہے اور جو چاہو میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

آپ نے مزید بھی خطبے ارشاد فرمائے۔ جس میں اپنے خاندانی شرف وفضل کو بیان فرمایا اور آپ نے ایک ایک کر کے اہل کوفہ کے نام لئے اور ان کے خطوط کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد زہیرابن القین کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نصیحت کی کہ آل رسول کے خون سے باز آجائیں اور کہا کہ فاطمہؓ کا بیٹا سمیہ کے بیٹے (ابن زیاد) سے زیادہ محبت واکرام کا مستحق ہے۔ جب گفتگو طویل ہونے لگی تو شمر نے پہلا تیران پر چلایا۔ پھر حرابن یزید آگے بڑھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے فضائل ومناقب بیان کئے تو حر پر تیز اندازی شروع ہوگئی اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کوفیوں کے بھی کافی آدمی مارے گئے اور حضرت الامامؓ کے بھی رفقاء ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے۔

اس کے بعد شمر لعین نے چاروں طرف سے حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء پر حملہ بول دیا۔ آپ کے ساتھی جس طرف رخ کرتے کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور رفقاء حسینؓ گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہوگئے۔ حر بن یزید نے سخت قتال کیا۔ دشمنوں نے خیموں کو آگ لگانا شروع کردی۔

نماز ظہر

حضرت الامامؓ کے رفقاء اکثر شہید ہوچکے تھے اور دشمن کے دستے آپ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ ظہر کا وقت ہوچکا ہے۔ جنگ ملتوی کردو۔ تاکہ ہم نماز ادا کرسکیں۔ ایسی گھمسان کی جنگ میں آپ کی بات کون سنتا؟ آپؓ نے صلوٰۃ الخوف ادا کی۔ حنفی حضرت حسینؓ کے سامنے کھڑے ہوکر تیر کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور ہوکر گر گئے۔ زہیر بن القین نے آپ کی مدافعت میں زبردست قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔ حضرت الامامؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت علیؓ یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے:

انا علی بن الحسین ابن علیؓ
نحن ورب البیت اولی بالنبی

سعد بن المنقذ نے آگے بڑھ کر آپ پر تیروں کی بارش کردی۔ علی اکبر شہید ہوگئے۔ آپ نے علی کی میت اٹھا کر خیمے کے قریب رکھ دی۔ قاسم بن حسینؓ بھی چچا پر قربان ہوگئے۔ اب آپ بے یارومددگار تنہا رہ گئے۔ جو آتا آپ کو دیکھ کر واپس ہوجاتا۔ یعنی قتل حسینؓ کا گناہ اپنے سر نہیں لینا چاہتا تھا کہ قبیلہ کندہ کا بدبخت مالک ابن تفسیر آگے بڑھا اور حضرت حسینؓ کے سر پر تلوار سے حملہ کردیا۔ آپ شدید زخمی ہوگئے۔ بنی اسد کے ایک بدنصیب نے عبداللہ ابن الحسین کو شہید کردیا۔ آپ پیاس کی شدت سے نڈھال ہوکر فرات کے کنارے جا پہنچے۔ تاکہ پانی پی سکیں۔ ظالم حصین ابن تفسیر آپ کے منہ کا نشانہ لے کر تیر پھینکا۔ جس سے آپ زخمی ہوگئے۔

حضرت حسینؓ کی شہادت

اس کے بعد شمر دس آدمی لے کر آپ کی طرف بڑھا۔ آپ جس طرف بڑھتے دشمن بھیڑ بکریوں کی طرح ادھر ادھر ہوجاتے۔ شمر نے یکبارگی حملہ کا حکم دیا تو بہت سے بدبختوں نے آپ پر تیروں اور نیزوں سے حملہ کردیا تو ابن بتول جگر گوشہ رسول جرات مندی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! آپ کی میت پر نیزوں کے ۳۳ اور تلواروں کے ۳۴ زخم آئے۔ رضی اللہ عنہم!

سیدنا امام حسینؓ!

مولانا غلام رسول دین پوری

حب اہل بیت و آل محمدؐ کیوں؟

حضور اقدس ﷺ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جو جو آپ کو محبوب تھا ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں اور جن جن سے آپ کو تعلق خاطر تھا۔ ہم بھی ان سے قلبی رابطہ محسوس کریں اور ان کا ادب واحترام کریں۔ اگر ایسا نہ ہو تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہماری محبت میں نقص ہے اور فریب نفس ہے۔ پس اس ذات اقدس کی محبت کا ایک بدیہی تقاضا ہے کہ ہم اہل بیت رسول ﷺ سے محبت کریں۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''احبونی لحب اللہ، واحبوا اهل بیتی لحبی '' ﴿اللہ تعالیٰ کی محبت کی بناء پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بناء پر میرے گھرانے کے افراد سے محبت کرو۔﴾

پھر گھرانا بھی وہ جن کے متعلق خدا تعالیٰ کا آخری صحیفہ خطاب کرتا ہے۔ ''انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا'' ﴿اے پیغمبر کے گھر والو! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندی باتیں دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح صاف ستھرا کر دے۔﴾

کتاب اللہ اور اہل بیت کے احترام کے متعلق حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ولن یتفرقا حتیٰ یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیهما (ترمذی)'' ﴿کہ کتاب اللہ اور اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔﴾

اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا: ''انا تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ واهل بیتی (صحیح مسلم)'' ﴿میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے گھرانے کے افراد۔﴾

اسی اہل بیت کے ایک چشم و چراغ سیدنا حضرت امام حسینؓ بھی ہیں۔ حضرۃ الامام کے متعلق چند سطور زیب قرطاس کرتا ہوں۔

پیدائش وخاندان

آپ کا اسم مبارک حسینؓ، کنیت ابو عبداللہ اور لقب سید شباب اهل الجنه اور ریحانة النبی (ﷺ) ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سیدنا حضرت علیؓ اور والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حضرت فاطمۃ الزہراءؓ ہے۔ آپ سیدنا حضرت امام حسنؓ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ خاندان کے اعتبار سے آپ قریشی اور ہاشمی ہیں۔ اہل تراجم کے اقوال کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت شعبان ۴ھ میں ہوئی۔ سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ سے دولڑکے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور دو صاحبزادیاں سیدہ زینب کبریٰؓ اور سیدہ ام کلثوم کبریٰؓ پیدا ہوئیں۔ بعض مؤرخین

نے لکھا ہے کہ ایک لڑکا محسنؓ نامی بھی پیدا ہوا مگر وہ بچپن ہی میں انتقال کر گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ص ۳۳۲)

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام الفضل لبابہ بنت الحارثؓ نے ایک خواب دیکھا۔ لیکن اس خواب نے انہیں بڑا پریشان کر دیا۔ اسی عالم میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور پھر وہ میری گود میں رکھا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے ایک عمدہ اور اچھا خواب دیکھا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری بیٹی حضرت فاطمہؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تم اسے گود میں لوگی۔ سیدہ ام الفضلؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت حسینؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں آئے۔ یوں یہ تعبیر پوری ہوئی۔

(الاصابہ ج ۴ص ۴۶۱، مستدرک حاکم ج ۳ص ۱۷۶)

اذان وتحنیك

آپؓ کی ولادت کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بچہ دکھاؤ۔ آپؓ لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی تحنیك بھی کی (یعنی ان کے منہ مبارک میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جسے ہم گھٹی کہتے ہیں) (البدایہ والنہایہ ج ۸ص ۱۵۰)

گویا سب سے پہلے جو چیز آپؓ کے بطن مبارک میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ علامہ ذہبیؒ نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ نے اپنی اولاد سیدنا حسنؓ، سیدنا حسینؓ اور سیدہ ام کلثومؓ کے سر کے بال اتروائے اور ان بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۳ص ۱۶۶)

عقیقہ

عقیقہ کرنا سنت نبوی ﷺ ہے۔ سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور گندگی کو دور کرو۔ (بخاری ج ۲ص ۸۲۲)

جب حضرت حسینؓ سات روز کے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ساتویں روز عقیقہ بھی کیا اور نام بھی رکھا۔

(مستدرک حاکم ج ۳ص ۱۷۶، مؤطا امام مالکؒ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (سنن نسائی ج ۲ص ۱۸۸)

تنبیہ: جو لوگ غیر اللہ کے لئے اور پیروں وفقیروں کے نام کی نذریں اور منتیں دیتے ہیں یا بچوں کے سر کے بال ان کی مزارات پر جا کر منڈواتے یا کترواتے ہیں وہ ان روایات کو بار بار پڑھیں اور اپنا عقیدہ صحیح کریں۔

آنحضرت ﷺ کی محبت

رسول اللہ ﷺ کو دونوں صاحبزادوں یعنی حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سے بے حد محبت تھی۔

آپ ہر روز حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دونوں صاجزادوں کو بلا کر پیار کرتے اور کبھی دونوں کو گلے لگاتے اور سونگھتے۔ (ترمذی کتاب المناقب)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسنؓ اور حسینؓ میری جنت کے دو پھول ہیں۔ (بخاری کتب المناقب)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنے سارے خاندان میں حسنؓ اور حسینؓ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔ (ترمذی باب فضائل الحسنؓ والحسینؓ)

تنبیہ: ہم پر بھی لازم ہے کہ سیدنا حضرت حسنؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ سے جی کی گہرائیوں سے محبت کریں۔ لیکن محبت میں غلو سے اپنے آپ کو بچائیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے برابر شریک کرتے ہوئے مشکل کشا، حاجت روا تصور کریں۔ یا ان کی یاد میں تعزیہ نکالیں اور ماتم کریں یا سبیلیں بانٹیں۔ یہ محبت نہیں بلکہ سنگین جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ جمیع مسلمانوں کو اس سے بچائیں۔ آمین!

آنحضرت ﷺ کا تعوذ

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کے لئے تعوذ فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی یہ دعاء پڑھ کر دونوں بھائیوں کو دم فرماتے) ''اعیذ کما بکلمات اللّٰہ التامۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ '' ﴿میں تم دونوں کو پناہ دیتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلموں کے ذریعے ہر شیطان کی برائی سے اور ہر ایذا دینے والے جانوروں کی برائی سے اور ہر لگنے والی نظر کی برائی سے۔﴾

(مشکوٰۃ ص۱۳۴)

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں اسماعیل واسحاق علیہم السلام کو ان کلمات کے ساتھ تعوذ کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

آپ ﷺ کا تربیت کرنا

سیدنا حسنؓ نے ایک مرتبہ صدقہ کی ایک کھجور کا دانہ اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لیا تو سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا اسے تھوک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ (بخاری)

عہد خلفاءؓ اور سیدنا حسینؓ

حضرت امام حسینؓ ابھی سات برس ہی کے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ ہوئے تو وہ بھی سیدنا امام حسینؓ کا باوجود ان کے عہد طفولیت کے نہایت تعظیم وتکریم کرتے اور لوگوں کو اہل بیت کی تعظیم کا حکم فرماتے۔ فتح حیرہ کے موقعہ پر مال غنیمت میں سے انہیں ایک قیمتی چادر عنایت فرمائی۔

(فتوح البلدان)

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ دوسرے خلیفہ بنے تو حضرت عمر فاروقؓ بھی امام حسینؓ کے

ساتھ نہایت شفقت سے پیش آتے۔ایک مرتبہ امام حسینؓ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پر تشریف لے گئے، دروازہ پر معلوم ہوا کہ حضرت معاویہؓ سے خلوت میں بات چیت فرمارہے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کی مجھے بھی اندر جانے کی اجازت نہیں یہ سن کر حضرت امام حسینؓ واپس تشریف لے گئے۔ پھر کسی دوسرے وقت ملاقات ہوئی تو امیر المؤمنین نے فرمایا آپ میرے ہاں تشریف نہیں لاتے۔فرمایا میں تو ملنے کے لئے آیا تھا۔آپ کے صاحبزادے عبداللہؓ نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے فرمایا اجازت کے معاملہ میں آپ عبداللہؓ سے زیادہ حقدار ہیں۔ (ابن اثیر ج۳ ص۸۴)

ایک دن مال غنیمت تقسیم کرنے لگے تو سب سے پہلے حضرت امام حسنؓ کو ایک ہزار درہم دیئے۔ پھر حضرت امام حسینؓ کو بھی ایک ہزار درہم دیئے۔ پھر اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کو پانچ سو درہم دیئے۔حضرت عبداللہؓ نے عرض کی ابا جان۔ جب یہ دونوں بچے تھے میں اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوتا تھا۔ پھر بھی انہیں ایک ایک ہزار درہم اور مجھے پانچ سو درہم دیئے گئے۔حضرت عمرؓ نے غصہ سے جواب دیا۔تم بھی ان کے باپ جیسا باپ، ان کی ماں جیسی ماں، ان کے نانا جیسا نانا، ان کی نانی جیسی نانی، ان کے چچا جیسا چچا، ان کے ماموں جیسا ماموں، ان کی خالہ جیسی خالہ لے آؤ۔ جو تم کبھی نہیں لا سکتے۔کیا تم نہیں جانتے کہ ان کے والد حضرت علیؓ، ان کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، ان کے نانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ، ان کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، ان کے چچا حضرت جعفر طیارؓ، ان کے ماموں آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ، ان کی خالہ ام کلثومؓ اور رقیہؓ ہیں۔ (ازالۃ الخفاء)

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنیؓ تیسرے خلیفہ بنے تو آپؓ بھی حضرات حسنین کریمین کا بہت خیال فرماتے تھے۔ایک مرتبہ سیدنا امام حسینؓ حضرت عثمان غنیؓ کے ساتھ ادائیگی عمرہ کے لئے تشریف لے گئے۔مقام ''السقیا'' پر حضرت امام حسینؓ بیمار ہوگئے۔مکہ مکرمہ جانے سے قاصر رہے۔سیدنا عثمان غنیؓ نے ان کے تایا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو تیمارداری کے لئے مقرر کیا اور ایک قاصد حضرت علیؓ کے پاس مدینہ منورہ روانہ فرمایا۔حضرت علیؓ مقام ''السقیا'' پر پہنچے۔وہیں قربانی کی اور حضرت حسینؓ کا حلق کرایا۔جب حضرت عثمانؓ واپس تشریف لائے تو حضرت علیؓ سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا میں آپ کی آمد تک یہیں ٹھہرتا لیکن حضرت حسینؓ نے قسم دے کر مجھے ساتھیوں کے ساتھ عمرہ کے لئے بھیج دیا۔ (کتاب الثقات لابن حیان)

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے آخر میں جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو حضرت علیؓ نے حفاظت کے لئے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو مقرر فرمایا تاکہ باغی اندر نہ گھسنے پائیں۔ دونوں بھائیوں نے کمال بہادری کے ساتھ محافظت کی۔ (ازالۃ الخفاء)

فائدہ: کیا کہنے ان حضرات کی محبت کے آپس میں۔مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو حضرات خلفاء ثلاثہ سے متعلق بے پر کی ہانکتے رہتے ہیں اور یاوہ گوئی کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں ایسے واقعات پڑھنے اور صحیح حقیقت پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

عبادات: حضرت امام حسینؓ کو عبادت الٰہی کا بڑا شوق تھا۔ اپنے وقت کا اکثر حصہ عبادت خداوندی میں گذارتے تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ: ''کان الحسینؓ کثیر الصلوٰۃ والصوم والحج والصدقۃ وافعال الخیر جمیعھا'' ﴿حضرت حسینؓ بڑے نمازی، بڑے روزہ دار، بہت حج کرنے والے، کثرت سے صدقہ دینے والے اور تمام افعال خیر کثرت سے کرنے والے تھے۔﴾ (اسد الغابہ)

اخلاق وعادات

تواضع: حضرت امام حسینؓ تواضع وخاکساری کو پسند فرماتے، تکبر وغرور سے سخت نفرت تھی۔ ایک دفعہ ایک مکان سے گذر مبارک ہوا۔ جس میں کچھ غرباء بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ دیکھ کر فوراً اترے اور کھانے میں شریک ہوگئے۔ فرمایا: خدا تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (ابن عساکر)

عفو وکرم: ایک دفعہ اپنے چند مہمانوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے کھانا کھانے لگے۔ آپ کا غلام سالن کا گرم پیالہ لئے ہوئے آیا۔ اتفاق سے پیالہ گرا۔ حضرت امام حسینؓ کے چہرہ اور سر پر تمام سالن بہہ گیا۔ آپؓ نے غصہ کی نظر سے غلام کو دیکھا۔ غلام نے کہا قرآن مجید میں ہے کہ متقی و پرہیزگار غصہ کو ضبط کرنے والے ہوتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے غصہ ضبط کرلیا۔ غلام نے کہا: متقی قصور معاف کردیتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے تیرا قصور معاف کردیا۔ غلام نے کہا: اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا میں نے تجھے آزاد کردیا۔

علم: علامہ ابن عبدالبرؒ، امام نوویؒ، علامہ ابن اثیرؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ امام حسینؓ بہت بڑے عالم وفاضل تھے۔ بہت سی احادیث رسول اللہ ﷺ کی لوگوں سے بیان کیں۔ ان کے زمانہ کے لوگ اور کبار صحابہؓ مسائل وفتویٰ حضرت امام حسینؓ سے پوچھا کرتے تھے۔ آپ کے مواعظ وخطبات زور بیان، فصاحت وبلاغت، اثر وتاثیر، حکمت ونصیحت سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ کی چھوٹی چھوٹی باتیں اور جملے حکمت کے خزانے لئے ہوئے ہوتے۔ فرمایا کرتے: سچائی عزت ہے، جھوٹ عجز ہے، رازداری امانت ہے، پڑوس کا حق قرابت ہے، اچھے اخلاق عبادت ہیں، خاموشی زینت ہے، بخل فقر ہے، سخاوت مالداری ہے، نرمی عقلمندی ہے۔

حق گوئی، صبر واستقلال

حق کہنے اور سچائی کا ساتھ دینے، شجاعت وبہادری، صبر واستقلال میں امام حسینؓ کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ میدان کربلا میں حق کی خاطر سارا کنبہ اور آپ شہید ہوئے۔ مگر حق کا دامن نہیں چھوڑا اور نہ حق سے منہ موڑا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اہل بیت وآل محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں اور ان سے سچی محبت وعقیدت نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

بحرمة خاتم النبيين ﷺ برحمتك يا ارحم الراحمين!

صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ!

مولانا سید ذوار حسین

جس شخص نے ایمان کی حالت میں حضور انورﷺ کو دیکھا ہو یا آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور اس شخص کی موت ایمان پر ہوئی ہو اس کو صحابی کہتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی تعداد ہزاروں میں ہے جو آپﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور اسلام پر ان کی وفات ہوئی۔ صحابہ کرامؓ کے مرتبے آپس میں کم زیادہ ہیں۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ باقی امت سے افضل ہیں کسی مسلمان نے اگرچہ اپنی ساری عمر نیک اعمال کرنے میں گزاری ہو اور احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو۔ لیکن کسی صحابی کے ادنیٰ عمل اور ایک مد (تقریباً ایک سیر) جو کے خیرات کرنے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرامؓ کے فضائل قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں بکثرت موجود ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بڑے سے بڑا ولی ایک ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہؓ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں جو تمام امت سے افضل ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ تمام امت سے افضل ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ پھر حضرت علی المرتضیٰؓ تمام امت سے افضل ہیں۔

یہی چاروں صحابہؓ حضور انورﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات آنحضرتﷺ فرماتے تھے انہیں قائم رکھنے میں اسی ترتیب مذکورہ بالا سے آپﷺ کے قائم مقام (خلیفہ) ہوئے ہیں۔ یعنی آنحضرتﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضرتﷺ کے خلیفہ بنائے گئے اور آپ کی مدت خلافت دو سال تین ماہ نو دن ہے۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے۔ جن کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے پانچ دن ہے۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ تیسرے خلیفہ ہوئے۔ ان کی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال ہوئی۔ ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ چوتھے خلیفہ ہوئے۔ ان کی مدت خلافت پانچ سال تین ماہ دو دن ہوئی۔ ان چاروں کو خلفائے اربعہ، خلفائے راشدین اور چار یار کہتے ہیں اور ان چاروں کے بعد حضرت امام حسنؓ بن علیؓ کی خلافت چھ ماہ رہی۔ بعد ازاں انہوں نے خلافت حضرت امیر معاویہؓ کے حوالے کر کے گوشہ گیری اختیار کی۔ حضرت امام حسنؓ تک کل مدت تیس سال خلافت راشدہ کہلاتی ہے۔ صحابہؓ میں ان چار یار کے بعد مجموعی طور پر سب اہل بیت باقی صحابہؓ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کما حقہ پاک کر دیا ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' ﴿اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندی باتیں دور کرے۔ اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک پاکی ستھرائی سے۔﴾

اہل بیتؓ میں تمام ازواج مطہراتؓ اور حضرت علیؓ، حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ شامل ہیں۔ ازواج مطہراتؓ آنحضرتﷺ میں حضرت عائشہؓ وحضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سب سے افضل ہیں اور صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہیں۔ اسی طرح فتح مکہ سے قبل اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور جہاد میں شامل ہونے والے صحابہؓ بعد والوں سے افضل ہیں: ''لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل'' ﴿برابر نہیں تم میں (سے وہ شخص) جس نے خرچ کیا فتح (مکہ) سے پہلے اور جنگ کی۔﴾

نیز جنگ بدر میں شامل ہونے والے صحابہؓ کا شمار سابقون الاولون میں ہے اور وہ سب سے افضل ہیں۔

باقی ان کے تابع: ’’والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوعنه ‘‘ ﴿اور جو لوگ قدیم میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ، اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے۔﴾

ان کے علاوہ باقی صحابہؓ میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔ سب کو افضل جانے اور کسی کی شان میں گستاخی نہ کرے۔ یہ سب عامل بالقرآن تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی متابعت کرتے اور متابعت کا دوسروں کو حکم کرتے تھے اور سب کے سب عادل تھے۔ صحابہؓ کا دوست خدا اور رسول ﷺ کا دوست ہے اور صحابہؓ کا دشمن خدا اور رسول ﷺ کا دشمن ہے۔ یہ کافروں پر سخت دل اور آپس میں رحم دل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی اور اس کی ناراضگی میں ناخوش رہتے تھے۔ یہ سب اخلاق محمدی ﷺ کا سچا نمونہ تھے۔ ان کی اسلامی خدمات قابل قدر ہیں۔ ان کی کوششوں سے تمام جہان میں اسلام کا بول بالا ہوگیا۔

صحابہ کرامؓ کے اندرونی مخاصمات اور باہمی واقعات کو نیک نیتی پر قیاس کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ سب رسول کریم ﷺ کی صحبت پاک سے پاک و بےنفس ہوگئے تھے۔ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے معاملات کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے۔ اگرچہ حق حضرت علیؓ کی جانب تھا۔ لیکن ان صحابہؓ کی غلطی کو خطائے اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہئے۔ حضرت امیر معاویہؓ وغیرہ صحابہؓ کو برا کہنا کفر کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے پرہیز لازمی ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت افک لگانے والا منکر قرآن اور صریحاً کافر ہے۔ جس شخص نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دل کی تصدیق کے ساتھ کہا ہو اور وہ اسی پر مرا ہو وہ قطعی جنتی ہے۔ لیکن کسی خاص شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کے بغیر قطعی جنتی نہیں کہتے۔ کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے اور ہر شخص کے خاتمہ کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ البتہ صحابہ کرامؓ سب جنتی ہیں۔ لقولہ تعالیٰ: ’’كلا وعد الله الحسنىٰ ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ نے تمام (صحابہؓ) سے بھلائی کا وعدہ کرلیا ہے۔﴾

اور جن لوگوں کو خود حضور ﷺ نے نام لے کر جنتی کہا ان کے خاتمہ بالخیر ہونے میں شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ وہ قطعی جنتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کا نام لے کر جنت کی بشارت دی ہے۔ ان میں یہ دس حضرات بھی جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں اور وہ بروایت ترمذی و ابن ماجہ یہ ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، سعید بن زیدؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ۔ ان کے علاوہ حضرت فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو بھی جنتی فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح ترمذی میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ فاطمہؓ جنت میں سب عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؓ وحسینؓ جنت میں جوانوں کے سردار ہیں۔ پس جس کے جنتی ہونے کی خبر آنحضرت ﷺ نے دی ہے اس کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ صحابہؓ معصوم نہیں تھے کیونکہ معصوم ہونا نبی اور فرشتہ کی خصوصیت ہے۔ لیکن محفوظ ہیں۔ بعض صحابہؓ سے لغزشیں ہوئیں۔ لیکن وہ مجتہد تھے۔ مجتہد سے خطاء وصواب دونوں صادر ہوتے ہیں۔ ان کی یہ خطاء خطائے اجتہادی ہے۔ کیونکہ خطائے عنادی مجتہد کی شان کے خلاف ہے۔ پس ان کی کسی بات پر گرفت کرنا اور ان کی شان میں زبان طعن دراز کرنا اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی کے خلاف اور سخت

حرام ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اس وبال سے بچائے) حضرت حسینؓ یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہدائے کرام میں سے ہیں۔ ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بددین ہے۔

یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین اقوال ہیں اور ہمارے امام اعظمؒ کا مسلک سکوت ہے۔ کیونکہ کسی کا نام لے کر لعنت کرنا سوائے شیطان کے اور یا قطعی کفار کے جن کی اطلاع شارع علیہ السلام نے دے دی ہے اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی بدکار ہو۔ مثلاً یوں کہہ سکتے ہیں کہ کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت وغیرہ۔ جو مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی اطاعت کرے اور کثرت سے ذکر وعبادت الٰہی میں مصروف رہے، گناہوں سے بچتا رہے اور خدا اور رسول ﷺ کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور پیارا ہو جاتا ہے۔ اس کو ولی کہتے ہیں۔ ویسے تو ہر مومن ولی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''اللہ ولی المومنین'' ﴿اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوست رکھتا ہے۔﴾

لیکن اصطلاح میں ایک خاص مقام قرب کے حاصل کرنے پر مرتبہ ولایت پر فائز ہونا ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ خدا اور رسول کی محبت اس کے دل میں سب کی محبت پر غالب آجائے۔ اس کو دنیا کی حرص نہ رہے اور آخرت کا خیال ہر وقت پیش نظر رکھتا ہو۔ تمام صحابہؓ ولی ہوئے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کی صحبت کی برکت سے ان کے دلوں میں خدا ورسول ﷺ کی محبت غالب تھی۔ دنیا سے محبت نہیں رکھتے تھے۔ کثرت سے عبادت کرتے اور گناہوں سے بچتے تھے۔ خدا ورسول کے حکموں کی تابعداری کرتے تھے۔ صحابی یا ولی خواہ کتنا ہی بڑا درجہ رکھتا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح صحابی ہونے کی فضیلت بھی بہت بڑی ہے۔ اس لئے کہ ولی جو صحابی نہ ہو مرتبہ میں کسی صحابی کے برابر یا بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ صحابہؓ نے براہ راست نبوت کے نور سے استفاضہ کیا ہے۔ بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ جن کو حضور ﷺ کی زیارت کا فیض بھی حاصل نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ صحبت بابرکت سے فیض کا حاصل کرنا جو ان کو صحابہؓ ہی کے وسیلے سے حاصل ہوا ہے دوسروں کا حق الیقین صحابہؓ کے علم الیقین کا مقابلہ بھی نہیں کرسکتا۔ پھر صحابہؓ کے حق الیقین سے تو کیا نسبت:

''ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر'' ﴿کیا آنکھوں والا اور اندھا برابر ہوسکتے ہیں۔﴾ ''ھل تستوی الظلمات والنور'' ﴿کیا اندھیرا اور نور برابر ہوسکتے ہیں۔﴾

صحابہ کرامؓ کے بعد اولیاء اللہ میں تابعین کا مرتبہ ہے۔ پھر تابع تابعین کا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ:

''خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم'' ﴿میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ پھر وہ جو اس سے ملتا ہوا ہے (تابعین کا زمانہ) پھر وہ جو اس سے ملتا ہوا ہے (تبع تابعین کا زمانہ)﴾

ایسے شخص کو جو خلاف شرع کام کرے (مثلاً نماز نہ پڑھے یا ڈاڑھی منڈوائے وغیرہ) ولی سمجھنا بالکل غلط ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص شریعت کے خلاف کام کرے ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔ خواہ اس سے کتنی ہی خوارق عادات باتیں ظاہر ہوں اور خواہ وہ ہوا پر اڑنے لگے یا پانی پر چلنے لگے اور طرح طرح کے عجیب کام کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' ﴿کہہ دیجئے اے رسول! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔﴾

خلافت فاروق اعظمؓ کی کچھ جھلکیاں!

مولانا محمد ظفیر الدین

حضرت عمر فاروقؓ نے خلافت کے بعد یہ بات فرمائی تھی کہ:

’’انا اخبرکم بما یستحل ویحل منه، حلتان، حلة فی الشتاء وحلة فی القیظ ومطا احج علیه واعتمر من الظهر، وقوتی وقوت اهلی کقوت رجل من قریش لیس باغناهم ولا بافقرهم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابهم ‘‘ترجمہ:......’’میں خود بتاتا ہوں کہ مجھے بیت المال سے کس قدر لینا درست ہے۔ دو جوڑے کپڑے ایک جوڑا جاڑے میں، اور ایک جوڑا گرمی میں اور ایک سواری، جس پر میں حج وعمرہ کرسکوں اور قریش کے ایک متوسط الحال آدمی کے برابر اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے اخراجات طعام، پھر اس کے بعد میں عام مسلمانوں کی طرح ایک ادنیٰ شخص ہوں جوان کا حال ہوگا، وہی میرا بھی۔‘‘

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص سال بھر تک صرف دو ہی جوڑے استعمال کرے گا اس کے کپڑوں کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے لباس کا حال یہ ہوتا تھا کہ پیوند پر پیوند لگتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ شمار کیا گیا تو کرتہ میں چار اور ازار (لنگی) میں بارہ پیوند لگے تھے۔

ایک مرتبہ ایسے ہی لباس میں شام جانے لگے تو لوگوں نے کہا کہ علماء یہود ونصاریٰ اس حال میں دیکھیں گے تو کیا کہیں گے۔ جواب میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام سے عزت دی ہے۔ لباس میں کیا رکھا ہے۔

فاروق اعظمؓ نے اپنے عہد حکومت میں ان نقوش کو اور اجاگر کیا جو رحمت عالم ﷺ اور آپ کے خلیفہ حضرت صدیق اکبرؓ چھوڑ گئے تھے۔ طبعاً آپ کے مزاج میں شدت تھی۔ چنانچہ منبر پر چڑھنے کے ساتھ سب سے پہلے کلمات آپ کی زبان پر یہ تھے۔

’’اللهم انی غلیظ فلینی وانی ضعیف فقونی وانی بخیل فسخنی (کنزالعمال ج۳ ص۱۴۷) ‘‘ترجمہ:......’’اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم بنادے، میں ضعیف ہوں مجھے قوت عطاء فرما، میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے۔‘‘

چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ نرم خو واقع ہوئے تھے۔ اس لئے جب تک آپ بقید حیات رہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ اپنی سختی پر قائم رہے۔ تاکہ توازن برقرار رہے۔ مگر آپ کی وفات کے بعد جب خود مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی ساری سختی نرمی میں تبدیل ہوگئی۔ اس کا بعض موقع سے آپ نے اظہار بھی فرمایا۔ اب تو حال یہ تھا کہ حکومت کے سلسلہ میں جن حضرات کو ذمہ داری سپرد کرتے تو انہیں تاکید فرماتے تھے کہ پبلک پر ہرگز سختی سے پیش نہ آنا۔ ان کی عزت وآبرو کو میلا نہ کرنا اور ان کی دولت پر حرص کی نگاہ نہ ڈالنا۔

حدیث میں ہے کہ جہاں ان اعمال کو ان کی ذات کے سلسلہ میں ہدایات دیتے کہ غلط نزاکت اور ٹیپ ٹاپ سے الگ رہنا، وہاں اس کی تاکید بھی فرماتے کہ پبلک پر اپنے دروازے بند نہ کرنا۔ بلکہ ان کی ضرورت پر نگاہ رکھنا۔ پھر آپ گورنر کو جس وقت کسی ملک یا صوبہ میں تقرر کر کے بھیجتے تو اس کی مشایعت میں تھوڑی دور تک ساتھ جاتے اور جب واپس ہونے لگتے تو یہ کلمات فرماتے۔

''انی لم اسلطکم علی دماء المسلمین ولا علی ابشارھم ولا علی اعراضھم ولا علی اموالھم ولکن بعثتکم لتقیموا بھم الصلوٰۃ وتقسموا فیھم فیئھم وتحکموا بینھم بالعدل فاذا اشکل علیکم شیئا فارفعوہ الیٰ (کتاب الخلافۃ ج۳ ص۱۴۸) '' ترجمہ:...... ''میں نے تمہیں نہ تو مسلمانوں کے خون پر مسلط کیا ہے نہ ان کے اموال وعزت اور خوشیوں پر مسلط کیا ہے، میں نے تمہیں اس مقصد کے لئے حاکم و گورنر بنایا ہے کہ تم انہیں نماز کا پابند بناؤ، مال غنیمت انہیں تقسیم کرو اور ان کے معاملات عدل وانصاف کے ساتھ نمٹاؤ اگر تمہیں کسی معاملہ میں دشواری پیش آئے تو مجھے لکھو۔''

اپنے عاملوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ بیماروں کی عیادت کرنا، مرنے والوں کے جنازے میں شریک ہونا اور ہر وقت اپنا دروازہ کھلا رکھنا کہ جس وقت کسی کو کوئی کام ہو، آ کر مل سکے۔

ایک دفعہ ایک گورنر کو لکھا کہ عام مسلمانوں سے پوشاک خوراک اور سواری میں امتیاز حیرت انگیز ہے۔ یہ تو چوپایہ کا کام ہے کہ جہاں شاداب وادی میں قدم رکھا پھر سوائے پیٹ بھرنے کے کسی قسم کی کوئی فکر باقی نہیں رہتی اور بالآخر یہی پیٹ اس کی موت کا سبب ہوا کرتا ہے اور اخیر میں آپ نے یہ زریں ہدایت لکھی۔

''واعلم ان العامل اذا زاغ زاغت رعیۃ واشقی الناس من شقیت بہ رعیۃ (کتاب الخلافۃ ج۳ ص۱۵۰) '' ترجمہ:...... ''یقین رکھو جب حاکم کجراہ ہو تو رعیت بھی کجراہ ہو جاتی ہے اور اسے یاد رکھو کہ جس حاکم کی وجہ سے رعیت کجراہ ہو جاتی ہے۔ وہ بدترین اور بدنصیب انسان ہے۔''

ملک میں جس قدر فتنے برپا ہوتے ہیں یہ سب حکمران طبقہ کی غفلت و بے پروائی اور ظلم وجور کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ طبقہ درست رہے ان میں اعتدال ہو اور یہ حق وانصاف پر گامزن رہیں تو ممکن نہیں کہ رعایا گمراہ ہو جائے اور امن وامان برباد ہوتا رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام پہلے ان کی اصلاح پر زور دیتا ہے اور ان میں خداترسی اور فرض شناسی پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں مصر کی فتح میں جب دیر ہوئی تو آپ نے گورنر حضرت عمروؓ بن عاص کو لکھا۔ معلوم ہوتا ہے تم لوگوں میں دنیا کی محبت آ گئی ہے اور تمہاری نیتیں درست نہیں رہیں۔ جب تک تم اپنے حالات میں انقلاب برپا نہیں کرتے خدا کی نصرت نہیں آتی۔

''وان اللہ لا ینصر قوما الا بصدق نیاتھم (کنزالعمال ج۳ ص۱۵۱) '' ترجمہ:...... ''اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی امداد نہیں فرماتا جب تک اس کی نیت درست اور صادق نہ ہو۔''

حضرت عمرؓ نے ایک معتمد آدمی صرف اس کام کے لئے مخصوص کر رکھا تھا کہ وہ عمال وحکام کے اعمال واخلاق کی نگرانی کرے اور رپورٹ دیتا رہے۔ چنانچہ جہاں کہیں کسی کے خلاف رپورٹ آتی تحقیق کے بعد اسے معزول کر دیتے۔

آپ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ عمال وحکام معاملات کے اندر آزاد وغلام، امیر وغریب اور قوی وضعیف میں کوئی تفریق کریں۔ چنانچہ حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کو جب آپ نے امارت سپرد کی تو ساتھ ہی یہ وصیت بھی فرمائی۔

’’لا یغرنك من اللّٰه ان قیل خال رسول اللّٰه وصاحب رسول اللّٰه فان اللّٰه عزوجل لا یمحوالسئیی بالسئیی ولکنه یمحو السئیی بالحسن فان اللّٰه لیس بینه وبین احد نسب الاطاعته فالناس شریفهم ووضیعهم فی ذات اللّٰه سواء اللّٰه ربهم وهم عباده، یتفاضلون بالعاقبة ویدرکون ماعنده بالطاعة فانظر الا مرالذی رأیت النبیﷺ منذ بعث الیٰ ان فارقنا فالزم فانه الامر (اشهر مشاهیر الاسلام ج ۲ ص ۳۰۶)‘‘

ترجمہ:...... ’’تمہیں یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تم میں سے کسی کو رسول اللہ کا ماموں اور کسی کو رسول اللہ کا ہم نشین کہا جاتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بدلتا بلکہ برائی کو بھلائی سے ختم کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے۔ ہاں صرف اطاعت کام دے گی۔ اللہ کے نزدیک نسب کے لحاظ سے کوئی شریف ہو یا رذیل سب برابر ہیں۔ سب انسان اس کے بندے ہیں اور وہ سب کا خدا ہے۔ آپس میں اگر تفاضل ہے تو عاقبت اندیشی سے اور عاقبت کی فلاح اگر مل سکتی ہے تو اطاعت خداوندی سے۔ پس تم اس چیز کی رعایت کرو۔ جس پر تم نے رسول اللہﷺ کو اوّل امر نبوت سے آخر وقت تک پایا۔ اس کو لازم پکڑ واصل وہی ہے۔‘‘

غسانی بادشاہ جبلہ بن ایہم کا واقعہ مشہور ہے کہ جب اس نے ایک معمولی عرب کو پیٹ دیا اور یہ مقدمہ خدمت فاروقی میں لایا گیا تو آپ نے اس کی قطعاً رعایت نہیں کی کہ اس نے ابھی نیا نیا اسلام قبول کیا ہے۔ یا یہ بادشاہ ہے یا ابھی اسے اسلامی مسائل سے پوری واقفیت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ دوٹوک فیصلہ دیا۔

’’اما ان ترضیه واما ضربك کما ضربته (اشهر مشاهیر الاسلام ج ۲ ص ۳۸۲)‘‘

ترجمہ:...... ’’یا تم اس کو راضی کر لو یا پھر وہ تم کو اس طرح مارے گا جس طرح تم نے اسے مارا ہے۔‘‘

یہ فیصلہ شاہ غسان پر شاق گذرا، اور سوال کیا۔ کیا بادشاہ اور گنواروں میں آپ کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے؟ آپ نے برجستہ فرمایا:

’’لا قد جمع بینکما الاسلام (اشهر مشاهیر الاسلام ج ۲ ص ۳۸۲)‘‘ ترجمہ:...... ’’بالکل نہیں تم دونوں کو اسلامی رشتہ نے ایک سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔‘‘

معاملات میں رعایت آپ نے خود اپنی بھی نہیں کی۔ ایک دفعہ حضرت ابی بن کعبؓ سے کسی معاملہ میں آپ کی خصومت ہوگئی۔ تو دو بزرگ باہم رضامندی سے حضرت زید بن ثابتؓ کی خدمت میں فیصلہ کے لئے حاضر

ہوئے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت زیدؓ نے درمیان میں فرش پر جگہ کشادہ کی اور کہا، امیر المؤمنین یہاں تشریف رکھیں۔ یہ بات آپ کو ناگوار گذری اور فرمایا:

''ھذا اوّل جور جریت فی حکمك ولکن اجلس مع خصمی (اشھر مشاھیر الاسلام ج ۲ ص ۳۸۳) ''ترجمہ:...... ''یہ تمہارا پہلا ظلم ہے۔ جسے تم نے اپنے حکم ہونے کی حالت میں جاری کیا۔ میں تو اپنے مقابل کی لائن میں بیٹھوں گا۔''

چنانچہ ان کے ساتھ ہی سامنے بیٹھ گئے۔ اس طرح کی عملی کاروائیوں کا ہی اثر ہے کہ عہد فاروقی حکمران طبقہ کے لئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتا ہے اور کوئی متعصب مورخ بھی اس دور کے برکات وثمرات فراموش نہیں کرسکتا۔

فاروق اعظمؓ فرمایا کرتے تھے کہ:

''من ینصف الناس من نفسه یعطی الظفر فی امره والذل فی الطاعة اقرب الیٰ البر من التعزز بالمعصية (اشھر مشاھیر الاسلام ج ۲ ص ۳۸۳) ''ترجمہ:...... ''جو شخص اپنے معاملہ میں بھی لوگوں کے ساتھ انصاف کرے گا۔ اسے کامیابی دی جائے گی اور اطاعت میں اگر ذلت ہو تو وہ بھلائی کے زیادہ قریب ہے۔ اس عزت سے جو معصیت کی طرف لے جائے۔''

اسلام کی تعلیم وتربیت کا ثمرہ تھا کہ خلیفہ سے لے کر ایک معمولی سپاہی تک خدا ترسی اور فرض شناسی کا مجسمہ نظر آتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے ساتھ ساتھ مملکت فاروقی کے گورنر بھی تھے۔ مگر ان کا حال ایسا بوسیدہ اور رہن سہن اس قدر سادہ ہوتا تھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ دیکھ کر رو پڑتے تھے۔

ابن عساکر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ان کے گھر میں اترے تو آپ نے گھر کے جائزہ کے لئے نظر دوڑائی۔ دیکھا ان کا سارا مکان خالی پڑا ہے۔ لے دے کر کل سرمایہ یہ تھا۔ ایک تلوار اور ایک ڈھال۔ آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کچھ سامان بنوا لئے ہوتے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا۔ یہی سامان ہمیں خواب گاہ (قبر) تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ جب شام تشریف لے گئے تو حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا۔ گھر تشریف لے چلیں۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ کیا مطلب ہے جائزہ لینا ہے کیا؟ پھر دونوں حضرات گھر آئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ کچھ نہیں ہے۔ صرف ایک نمدہ ہے اور ایک پیالہ اور ایک مشک، فرمانے لگے آپ یہاں کے امیر وگورنر ہیں۔ کچھ تو سامان ہونا چاہئے۔ آپ کھانا بھی رکھتے ہیں یا نہیں؟ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہؓ اٹھ کر اپنے تھیلے کے پاس پہنچے اور اس سے روٹی کے چند سوکھے ٹکڑے نکال کر دکھائے کہ یہ ہے میرا سامان خوراک۔ یہ دیکھ کر فاروق اعظمؓ ضبط نہ کرسکے رو پڑے اور فرمانے لگے۔

''غیرتنا الدنیا کلنا غیرك یا اباعبیدة (اشھر مشھیر الاسلام ص ۵۱٤) ''ترجمہ:...... ''اے ابوعبیدہؓ تمہارے سوا ہم سب کو دنیا نے اپنے فریب میں لے لیا ہے۔''

حضرت ابوعبیدہؓ کی سادگی آپ نے ملاحظہ کی۔ دوسری طرف آپ کو اپنے گورنر اور امیر لشکر ہونے پر ذرا بھی فخر نہ تھا۔ نظر خدا ترسی پر تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

”یا ایھا الناس انی امراء من قریش ومنکم من احد احمر ولا اسود یفضلنی بتقویٰ الاوددت انی فی مسلاخه (اشهر مشهیر الاسلام ص ٥١٤)“

جس حکومت کے عمال کا نظریہ اتنا اونچا ہو اور جس کے گورنروں اور سپہ سالاروں پر یہ رنگ غالب ہو کون کہہ سکتا ہے کہ اس حکومت میں عدل ومساوات اور امن وصلح کا پرچم سرنگوں ہوسکے گا۔ یا اس ملک کے عوام وخواص بے اطمینانی کی زندگی میں مبتلا ہوسکیں گے۔

اسلام میں حکمران طبقہ حکومت کے خزانے پر ڈاکہ ڈالنے یا عوام کو ذلیل کرنے کے لئے نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کا کام قوم وملک کی نگرانی اور ایک ایک فرد کی عافیت وراحت کی دیکھ بھال کے لئے ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ اور دوسرے صحابہؓ اس کی پوری ذمہ داری محسوس فرماتے تھے۔ فاروق اعظمؓ آنے والوں سے بنفس نفیس پوچھا کرتے تھے۔ تمہارا امیر کیسا ہے کیا وہ تمہارے بیماروں کی عیادت کرتا ہے؟ کیا کوئی غلام بیمار ہوتا ہے تو اس کی عیادت کے لئے وہ اس کے پاس جاتا ہے؟ کمزوروں کے ساتھ اس کے سلوک کا کیا حال ہے؟ ان کے دروازے پر بیٹھنے میں اپنی ہتک تو محسوس نہیں کرتا؟ اگر سوالات کا اثبات میں جواب ملتا، تب تو خیر، ورنہ اسے معزول کردیتے۔

ٹمپل روڈ لاہور میں محفل ذکر خاتم النبیین

نیو شاداب کالونی ٹمپل روڈ پر محفل ذکر خاتم النبیین منعقد ہوئی۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمان ثانی، مجلس سرگودھا کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسامہ رضوان، درجنوں کتابوں کے مصنف محمد طاہر عبدالرزاق نے خطاب کیا۔ جب کہ شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی، حافظ محمد ابوبکر کراچی اور قاری تنویر نے نعتیہ کلام پیش کیا اور تلاوت قاری شیر محمد نے کی۔ محمد امجد نے ترانہ پیش کیا۔

علماء کرام نے قادیانیت کے کفریہ عقائد، سیاسی اور تخریب کارانہ عزائم، ملک وملت کے خلاف سازشوں کا پردہ چاک کیا۔ مقررین نے کہا کہ برطانوی سامراج نے اپنی سیاسی ضروریات کے لئے مرزا غلام احمد کو کھڑا کیا۔ مرزا قادیانی نے برطانوی سامراج کے استحکام کے لئے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا اور اس کے لئے ”پچاس الماریاں لکھ کر تقسیم کیں۔“ آج قادیانیوں کی تمام تر ہمدردیاں امریکی اور بھارتی سامراج کے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی مسلم ملک پر آفت آتی ہے اور عالم اسلام خون کے آنسو رورہا ہوتا ہے اور قادیان، چناب نگر میں گھی کے چراغ جلتے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ اسرائیلی فوج میں سینکڑوں قادیانیوں کا ہونا پاکستان کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے۔ لہٰذا حکمرانوں کو چاہئے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور قادیانیوں سے کہا گیا کہ وہ اپنی ارتدادی تبلیغ کو بند کردیں۔ ورنہ ان کے خلاف اب آخری تحریک چلائی جائے گی۔ جو قادیانیت کو خس وخاشاک کی طرح بہا کرلے جائے گی۔ کانفرنس اور محفل رات گئے تک جاری رہی۔

حق گوئی!

بنت ابوعبداللہ

حضرت سعید بن جبیرؒ عظیم المرتبت تابعی ہیں۔ اپنی حق گوئی کی بناء پر کئی بار سرکار کے عتاب کا شکار ہوئے اور پھر ساری زندگی مجاہدانہ کارناموں سے بھرپور گزاری۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کی شہادت اور عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت بہت ہی مظلومانہ اور سبق آموز ہے اور دلوں کو نیا ولولہ عطاء کرتی ہے۔ ذیل میں ان کی شہادت کا خوبصورت عنوان پیش کیا جارہا ہے۔

حجاج کا ظلم وستم سارے خطے میں بہت مشہور تھا۔ ویسے تو پہلے زمانے کے حکمران باوجود ظالم ہونے کے دین کی اشاعت کا کام کرتے رہے۔ لیکن اس کے ظلم وستم سے تنگ آ کر ابن الاشعثؒ کے ساتھ مل کر حضرت سعید بن جبیرؒ نے حجاج کی فوج کا مقابلہ کیا۔

عبدالملک بن مروان کی طرف سے حجاج گورنر تھا۔ سعید بن جبیرؒ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ حکومت کو عموماً اور حجاج کو خصوصاً ان سے بغض وعدات تھا اور پھر مقابلہ بھی ہو چکا تھا۔ لہٰذا عداوت کی آگ تازہ دم تھی اور مقابلے میں حجاج نے حضرت سعید بن جبیرؒ کو گرفتار کرنے کی بسیار کوشش کی۔ مگر ندامت ابھی تک اس کا مقدر تھی۔

حضرت سعید بن جبیرؒ مکہ مکرمہ چلے گئے تو پہلے گورنر کو معزول کر کے نیا گورنر بھیجا جو کہ حکومت کا خاص کارندہ تھا اور اس نے جاتے ہی حکومت وقت کا شاہی نامہ پڑھ کر سنایا کہ جو شخص سعید بن جبیرؒ کو پناہ دے گا اس کی خیر نہیں۔ اس کے بعد گورنر نے اپنی طرف سے قسم کھائی کہ جس کے گھر میں بھی سعید بن جبیرؒ ملے گا۔ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کے پڑوسیوں تک کے گھروں کو مسمار کر دوں گا۔

غرض کہ بہت ہی وقت کے بعد آخر سعید بن جبیرؒ کو گورنر گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر حضرت سعید بن جبیرؒ کو حجاج کے پاس بھیج دیا گیا اور اس کو اپنے گزرے ہوئے واقعات کا بدلہ چکانے کا موقع مل گیا۔ پھر حضرت سعید بن جبیرؒ کو اپنے سامنے بلا کر کہا:

حجاج...... تمہارا نام کیا ہے؟ حضرت سعید بن جبیرؒ شیر کی طرح للکار کر بولتے ہیں۔ میرا نام سعید ہے۔

حجاج...... کس کا بیٹا ہے؟

سعیدؒ...... : جبیر کا بیٹا ہوں۔ (سعید کے معنی نیک بخت اور جبیر کے معنی اصلاح کی ہوئی چیز کے ہیں) اگرچہ اکثر ناموں میں معنی مقصود نہیں ہوتے مگر کیونکہ حجاج کو سعید کا اچھا نام سن کر بہت ہی خفت ہوئی تو کہنے لگا نہیں تمہارا نام شقی ابن کسیر ہے۔ (یعنی شقی بدبخت کو اور کسیر ٹوٹی ہوئی چیز کو کہتے ہیں)

سعیدؒ...... دوبارہ حجاج سے گویا ہوتے ہیں کہ میری والدہ میرا نام تجھ سے بہتر جانتی ہے۔ حجاج دھاڑتے ہوئے بولتا ہے کہ تو بھی بدبخت تیری ماں بھی بھی۔

سعیدؒ...... غیب کا جاننے والا تیرے علاوہ اور ہے۔

حجاج ...... دیکھ ابھی میں تجھے موت کے گھاٹ اتارتا ہوں۔

سعیدؒ ...... تو میرا نام میری والدہ نے تو درست رکھا ہے۔

حجاج ...... دیکھ اب تجھے زندگی کے بدلے کیسے جہنم رسید کرتا ہوں۔

سعیدؒ ...... اگر میں جانتا ہوتا کہ یہ تیرے اختیار میں ہے تو تجھے اپنا معبود بنا لیتا۔

حجاج ...... حضورﷺ کی نسبت تیرا کیا عقیدہ ہے؟۔

سعیدؒ ...... وہ رحمت کے نبی ہیں اور اللہ کے رسول تھے جو بہترین نصیحت کے ساتھ تمام دنیا کی طرف بھیجے گئے۔

حجاج ...... خلفائے راشدین کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟۔

سعیدؒ ...... ان میں بعض کو بعض پر ترجیح حاصل تھی۔

حجاج ...... میں ان کو برا کہتا ہوں یا اچھا؟۔

سعیدؒ ...... جس چیز کا مجھے علم نہیں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟۔

حجاج ...... ان میں سب سے زیادہ تیرے نزدیک بہتر کون ہے؟۔

سعیدؒ ...... جو سب سے زیادہ اپنے مالک کو راضی کرنے والا ہے۔

حجاج ...... سب سے زیادہ راضی رکھنے والا کون تھا؟۔

سعیدؒ ...... اس کو تو وہی جانتا ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہے۔

حجاج ...... حضرت علیؓ جنت میں ہیں یا جہنم میں؟۔

سعیدؒ ...... اگر میں جنت اور دوزخ کی سیر کر آؤں تو بتا سکتا ہوں؟۔

حجاج ...... میں قیامت میں کیسا آدمی ہوں گا؟۔

سعیدؒ ...... میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں۔

حجاج ...... تو مجھ سے سچ بولنے کا ارادہ نہیں کرتا۔

سعیدؒ ...... میں نے جھوٹ بھی نہیں بولا؟۔

حجاج ...... تو کبھی ہنستا کیوں نہیں؟۔

سعیدؒ ...... میں کوئی ہنسنے کی بات نہیں دیکھتا اور وہ شخص کیسے ہنسنے کی جرات کر سکتا ہے جو مٹی سے بنا ہوا اور ہر وقت فتنوں کی لپیٹ میں ہو۔

حجاج ...... میں تو ہنستا ہوں۔

سعیدؒ ...... اسے ہی اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقوں سے بنایا ہے۔

حجاج ...... میں تجھے قتل کرنے والا ہوں۔

سعیدؒ...... میری موت کا سبب پیدا کرنے والا اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہے۔

حجاج...... میں تجھ سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوں۔

سعیدؒ...... اللہ پر کوئی جرات نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ اپنا مرتبہ نہ معلوم کرلے اور غیب کی اللہ ہی کو خبر ہے۔

حجاج...... میں کیوں نہیں کرسکتا۔ حالانکہ میں جماعت کے بادشاہ کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کے ساتھ ہے؟۔

سعیدؒ...... میں جماعت سے علیحدہ نہیں ہوں اور فتنہ کو خود ہی پسند نہیں کرتا اور جو تقدیر میں ہے اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

حجاج...... ہم جو کچھ امیرالمومنین کے لئے جمع کرتے ہیں اس کو تو کیسا سمجھتا ہے؟۔

سعیدؒ...... میں نہیں جانتا کہ کیا جمع کیا۔

حجاج...... نے سونا چاندی کپڑے وغیرہ منگا کر ان کے سامنے رکھ دیئے

سعیدؒ...... نے فرمایا کہ یہ اچھی چیزیں ہیں اگر اپنی شرط کے موافق ہوں۔

حجاج...... شرط کیا ہے؟۔

سعیدؒ...... یہ کہ تو ان سے ایسی چیزیں خرید لے جو بڑے گھبراہٹ کے دن یعنی قیامت کے دن تجھے کام دیں۔

حجاج...... ہم نے جو جمع کیا یہ اچھی چیزیں نہیں ہیں؟۔

سعیدؒ...... تو نے جمع کیا ہے۔ تو ہی اس کی اچھائی سمجھ سکتا ہے

حجاج...... کیا تو اس میں سے کسی چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے؟۔

سعیدؒ...... میں صرف اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسے اللہ پسند کرتا ہے۔

حجاج...... تیرے لئے ہلاکت ہو۔

سعیدؒ...... ہلاکت اس کے لئے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں داخل کردیا جائے۔

حجاج...... تنگ ہو کر کہتا ہے کہ بتا تجھے میں کس طریقے سے قتل کروں؟۔

سعیدؒ...... جیسے قتل ہونا اپنے لئے پسند کرے۔

حجاج...... کیا تجھے معاف کردوں؟۔

سعیدؒ...... معافی اللہ کے ہاں کی معافی ہے۔ تیرا معاف کرنا کوئی چیز بھی نہیں۔

حجاج...... نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کردو۔

سعیدؒ...... باہر لائے گئے اور ہنسے۔

حجاج...... کو اس کی اطلاع دی گئی۔ پھر......!

سعیدؒ...... کو بلایا اور پوچھا کہ تو کیوں ہنسا؟۔

سعیدؒ...... تیری اللہ پر جرات اور اللہ تعالیٰ کے تجھ پر حلم سے۔

حجاج...... میں اس کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کی۔ پھر جلاد سے خطاب کرکے کہا کہ میرے سامنے اس کی گردن اڑادو۔

سعیدؒ...... میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھی پھر قبلہ رخ ہوکر انی وجهت وجهی للذی فطر السماوات والارض حنیفا وما انا من المشرکین پڑھا۔ یعنی میں نے اپنا منہ اس پاک ذات کی طرف کیا جس نے آسمان زمین بنائے اور میں سب طرف سے منہ ہٹا کر ادھر متوجہ ہوا اور نہیں میں مشرکین میں سے۔

حجاج...... اس کا منہ پھیر دو اور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کردو کہ انہوں نے بھی اپنے دین میں تفریق کی اور اختلاف پیدا کیا۔ چنانچہ فوراً قبلہ سے منہ پھیر دیا گیا۔

سعیدؒ...... لله المشرق والمغرب اینما تولوا فثم وجه الله مشرق اور مغرب اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ جدھر تم منہ پھیر دو ادھر بھی خدا ہے۔

حجاج...... اوندھا ڈال دو۔ یعنی زمین کی طرف منہ کردو۔ ہم تو ظاہر پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

سعیدؒ...... منها خلقناکم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اخریٰ ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ اٹھائیں گے۔

حجاج...... اسے قتل کردو۔

سعیدؒ...... میں تجھے گواہ بناتا ہوں اس بات کا کہ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله ! تو اس کو محفوظ رکھنا۔ جب میں تجھ سے قیامت کے دن ملوں گا تو لے لوں گا۔

اس کے بعد حضرت سعید بن جبیرؒ کو شہید کردیا گیا۔ ان کی شہادت کے بعد جسم سے بہت زیادہ خون نکلا۔ بعض روایات کے مطابق خون حجاج کے تخت تک بہہ گیا۔ حجاج زیادہ خون دیکھ کر حیران ہوکر طبیب کو بلاتا ہے اور طبیب سے پوچھتا ہے کہ اتنا زیادہ خون کیوں بہا۔

طبیب نے جواب دیا کہ یہ شہادت سے قبل بالکل مطمئن تھا اور اس کے دل میں قتل کا ذرہ برابر بھی خوف نہ تھا۔ اس لئے اتنا زیادہ خون بہا ہے۔ حالانکہ حجاج اتنا ظالم تھا کہ اس کا نام سن کر رعایا کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے اور اگر کسی کو قتل کرتا تو وہ حجاج کے ظلم وستم کے خوف سے اتنا سہا ہوا ہوتا تھا کہ اس کا خون خشک ہوجاتا تھا اور قتل کے بعد اس کا خون بہت ہی کم مقدار میں بلکہ نہ ہونے کے برابر نکلتا تھا۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی ان مقدس نفوس کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور امت مسلمہ کی کھوئی ہوئی عظمت رفتہ بحال کریں اور ہمیں علمائے حق کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور جہاد جیسے مقدس عمل کو زندہ تابندہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر۲!

قسط نمبر:۸ ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

مرزا قادیانی کا جھوٹا چیلنج

مرزا قادیانی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کے کسوف، خسوف کسی اور مدعی کے وقت میں پیش کرسکتے ہوں تو پیش کریں۔ اس سے بے شک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷)

چار ثبوت ملاحظہ ہوں

۱...... ۱۲۷ھ میں کسوف وخسوف کا اجتماع ہوا اور رمضان المبارک میں ہوا جبکہ طریف نامی مدعی نبوت مغرب میں موجود تھا۔

۲...... ۱۲۷ھ میں اجتماع ہوا۔ اس وقت صالح بن طریف مدعی نبوت تھا۔

۳...... ۱۲۶۷ھ میں یہ اجتماع ہوا۔ اس وقت مرزا علی محمد باب ایران میں سات سال سے مہدویت کا ڈنکا بجارہا تھا۔

۴...... ۱۳۱۱ھ میں یہ اجتماع ہوا۔ اس وقت مہدی سوڈانی سوڈان میں مسند مہدویت بچھائے ہوئے تھا۔ (تفاصیل کے لئے دیکھیں آئمہ تلبیس اور رئیس قادیان وغیرہ وغیرہ)

فائدہ: مرزائیوں اور بہائیوں کا مناظرہ ہوا تھا۔ انہوں نے ۱۳۵ ایسے اوقات جن میں گہنوں کا اجتماع ہوا ثابت کیا اور مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں فلاں کے دور میں پوری ہوئیں ہیں یہ بھی ثابت کیا۔ بہائی روس کے جاسوس، قادیانی امریکہ کے جاسوس۔ جہاں جس کا تعلق وہاں اس کے جاسوس۔

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جاننے کے لئے ہماری پیش گوئیوں سے بڑھ کر کوئی محک (یعنی کسوٹی) امتحان نہیں ہوسکتا۔ (مجموعہ اشتہارات ص۱۰۷ ج۱)

مسلمانوں کے بارے میں پیشین گوئی

۱...... مرزا قادیانی نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو الہامی پیش گوئی کا اشتہار دیا۔ اس قادر مطلق نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس شخص یعنی مرزا احمد بیگ صاحب کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔ اگر احمد بیگ نے اس نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات ص۱۵۹)

تبصرہ: ۷اپریل ۱۸۹۲ء کو احمد بیگ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اپنے ایک عزیز مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور سے کردیا اور مرزا قادیانی انتہائی حسرت سے یہ شعر پڑھتا رہ گیا:

ہم انتظار وصل وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں دوا کہیں

مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے مطابق ۶ستمبر ۱۸۹۴ء تک محمدی بیگم کا سہاگ لٹ جانا چاہئے تھا۔ لیکن مرزا سلطان محمد شادی کے بعد ۵۷ سال زندہ رہا۔ اس طرح محمدی بیگم کو مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا چاہئے تھا۔ مگر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ناکامی اور محرومی کا داغ سینے میں لئے ہوئے مرزا قادیانی یہ دنیا چھوڑ گیا۔ جبکہ محمدی بیگم کا انتقال ۱۹۶۶ء میں ہوا۔

۲...... پھر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اگرچہ اڑھائی سال میں نہیں لیکن میری زندگی میں ضرور مرجائے گا اور محمدی بیگم بیوہ ہوکر میرے نکاح میں آئے گی۔ چنانچہ بڑے جوش سے لکھتا ہے:

”یاد رکھو اگر اس پیشین گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا مرزا قادیانی کی زندگی میں مرنا) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں، کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں، یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہ ہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہ رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴)

نتیجہ: کیونکہ سلطان محمد کا انتقال مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں ہوا اس لئے مرزا قادیانی بقول خود ہر بد سے بدتر ٹھہرا۔ اس کی پیش گوئی انسان کا افتراء اور خبیث مفتری کا کاروبار بنا۔

۳...... پھر لکھتا ہے کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔ (انجام آتھم ص ۳۱)

نتیجہ: افسوس کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں سلطان محمد نہ مرا اور مرزا قادیانی باقرار خود جھوٹا نکلا۔

۴...... مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے نکاح کے بارے میں حدیث رسول پاک ﷺ سے بھی استدلال کیا۔ چنانچہ لکھتا ہے:

”اس پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہے۔ یتزوج ویولد (مشکوٰۃ ص ۴۸۰) یعنی وہ مسیح بیوی کرے گا اور صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

نتیجہ: مرزا قادیانی کو نہ خاص بیوی ملی نہ خاص اولاد۔ پہلے دو بیویاں کر چکا تھا۔ یہ جو حدیث اس نے پیش کی ہے پوری حدیث بیان نہیں کی۔ پوری حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۴۸۰ میں ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ منورہ میں نبی کے روضہ پاک میں دفن ہوں گے۔ اس سے وفات مسیح کا جھگڑا ختم ہوگیا۔ کیونکہ تین قبریں تو ہم دکھا سکتے ہیں۔ جب چوتھا فوت ہوگا وہاں دفن ہوں گے۔ پھر ہم وفات مسیح کے قائل ہو جائیں گے۔ ہمارے ہاں اس بات کا اتفاق ہے۔ یہ اتنا بڑا اجماع ہے کہ اتنے اتنے بڑے سلاطین گزرے ہیں کہ کوئی بھی اس چوتھی جگہ دفن نہیں ہوا۔

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کے شہر سری نگر میں فوت ہوئے اور شہر کے محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔ جب مرزا قادیانی نے یہ اشتہار دیا کہ مسیح کی قبر دریافت ہوگئی تو ایک مشترکہ وفد جس میں عیسائی، مسلمان، یہودی، قادیانی تھے، اس قبر کو دیکھنے کے لئے گیا۔ اس قبر کو دیکھ کر سب نے یہی اتفاقی فیصلہ دیا کہ یہ قبر مسیح علیہ السلام کی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ قبر بتارہی ہے کہ اس میں مردہ کو بیت اللہ کی طرف رخ کر کے دفن کیا گیا ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے قبر بنانے کا یہ طریقہ تھا ہی نہیں اور یہ قبر اسلامی طرز کی ہے۔ جبکہ مسیح کا وصال بقول مرزا قادیانی دنیا میں اسلام آنے سے تقریباً پانچ سو سال پہلے ہو چکا۔

اس کا جواب مرزا قادیانی نے نہیں دیا۔ برکت مسیح نے خط لکھا کہ میں قبر دیکھ کر آیا ہوں۔ وہ اسلامی طرز کی ہے۔ مسیحی طرز کی نہیں۔ مرزا قادیانی نے جواب لکھا کہ اج میں نے کبوتر ذبح کر کے گوشت اور ہڈیاں خوب چبائیں۔ کیونکہ عیسائیوں کے ہاں تیسری چیز روح القدس کبوتر کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ برکت مسیح نے جواب لکھا کہ یہ کبوتر کھانا مسیح موعود کی علامات میں سے نہیں۔ ہاں! یہ ہے کہ تم خنزیر کو قتل کر کے گوشت کھاؤ۔

عیسائیوں کے بارے میں پیش گوئی

عبداللہ آتھم ایک مرتد عیسائی کے ساتھ مرزا قادیانی کا مناظرہ ہوا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ عیسائیوں نے میدان مناظرہ میں ایک مردہ لا کر رکھ دیا۔ ایک کوڑھی، ایک اندھا لے آئے اور مرزا قادیانی سے مطالبہ کیا کہ قرآن پاک میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ وہ مردوں کو زندہ، اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے۔ اگر تو سچا مسیح ہے تو اپنی مسیحائی دکھا کہ یہ مردہ زندہ ہو جائے، اندھا بینا ہو جائے اور کوڑھی تندرست ہو جائے۔ مرزا قادیانی نے کہ میں آج رات استخارہ کروں گا۔ اگر اللہ کی طرف سے مجھے ایسا کرنے کی اجازت مل گئی تو میں ایسا کر دوں گا۔ ورنہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی ان کاموں کے لئے استخارہ نہیں کیا تھا۔ تو جھوٹا ہے۔ حیلے بہانے کرتا ہے۔ بہرحال عیسائیوں نے ایک رات کی مہلت دے دی کہ مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ سے مشورہ کر کے یہ کام کر دکھائیں۔ مرزا قادیانی اگلے دن آیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مناظرہ بند کر دو۔ کیونکہ یہ ماننے والے نہیں اور پیشین گوئی کی کہ آج کی تاریخ سے جو پانچ جون ۱۸۹۳ء ہے مخالف مناظرہ پندرہ ماہ کے اندر اندر بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور مرزا قادیانی نے لکھا کہ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی

یعنی جو فریق خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ منہ سیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین وآسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہیں ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔

(جنگ مقدس ص ۱۸۹)

تبصرہ: پیشین گوئی کی میعاد ۱۸۹۴ء پانچ ستمبر تھی۔ مگر آتھم نے اس تاریخ تک نہ تو عیسائیت سے توبہ کی۔ نہ اسلام کی طرف رجوع کیا نہ بسزائے موت ہاویہ میں گرا۔ مرزا قادیانی نے اس کو مارنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے بھی کئے۔ آخری دن چنوں پر سورۃ الفیل کا وظیفہ بھی پڑھا اور ساری رات قادیان میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں نے بڑی آہ وزاری کے ساتھ کہ یا اللہ آتھم مرجائے، یا اللہ آتھم مرجائے۔ کی دعائیں بھی کیں۔ مگر سب کچھ بے سود ہوا۔ نہ آتھم پر ٹونے ٹوٹکوں کا اثر ہوا اور نہ خدا نے مرزا قادیانی کی آہ وزاری اور بددعاؤں کو آتھم کے حق میں قبول فرمایا۔ آخر مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق جھوٹا، ذلیل، روسیاہ، سب سے بڑا شیطان، سب سے زیادہ بدکار اور سب سے بڑا لعنتی ثابت ہوا۔ پانچ ستمبر کو عیسائی سولی لے کر مرزا قادیانی کے مکان پر پہنچ گئے اور سیاہی لے کر منہ کالا کرنے کو چلے گئے۔ لیکن پولیس نے عیسائیوں کو آگے نہ جانے دیا۔ وہ بار بار للکارتے رہے کہ او کمینے انسان تو اپنے آپ کو ''کاسر (توڑنے والا) صلیب'' کہتا ہے۔ لیکن آج صلیبی پولیس ہی کی وجہ سے تیرا سر گردن پر ٹکا ہوا ہے۔ آخر وہ مرزا قادیانی کے دروازہ پہ یہ شعر لکھ کر واپس چلے گئے:

ڈھیٹ اور بے شرم بھی ہوتے ہیں دنیا میں مگر
سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

پنجہ آتھم سے ہے مشکل رہائی آپ کی
توڑ ڈالے گا آتھم نازک کلائی آپ کی

خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ پورے ملک میں ہر شہر میں عیسائیوں نے اپنی فتح کی کامیابی کے جلوس نکالے۔ وہ گلیوں میں ناچتے تھے اور اسلام اور پیغمبر اسلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ (سراج منیر ص ۱۸)

اس پیشین گوئی کے غلط ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی کا سالہ مرزا سعید احمد عیسائی ہوگیا اور کئی مرزائی بھی عیسائی ہوگئے۔ (کتاب البریہ ص ۱۰۵)

اس پیشین گوئی اور اپنے جھوٹے ہونے کے باوجود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ میں بہت پریشان بیٹھا تھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو سر سے پاؤں تک لہولہان تھا۔ اس نے کہا کہ آج آسمان پر سارے فرشتے میری طرح ماتم کر رہے ہیں کہ آج اسلام کا بہت مذاق اڑا گیا۔ لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی نے پوری ڈھٹائی سے لکھا کہ جو ہماری فتح کا قائل نہیں اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ (انوار الاسلام ص ۱۱)

سہ سالہ نشان

مرزا قادیانی نے جنوری ۱۹۰۰ء میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کے نیک بندوں کی رائے ان الفاظ میں پیش کی۔ اے اللہ! تیرے نیک وصالح بندے مجھے کافر، دجال، کذاب، جھوٹا، حرام خور، لعنتی، بدمعاش، بدقماش وغیرہ کہتے ہیں۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں بڑی عاجزی اور انکساری سے دعا کرتا ہوں تو تین سال کے اندر اندر جو دسمبر ۱۹۰۹ء تک ختم ہو جائیں گے میری صداقت کے لئے ایسے نشان اور معجزات دکھا جس میں آسمانی قوت کارفرما ہو اور انسانوں کے ہاتھوں کا کوئی دخل نہ ہو۔ اگر تو نے تین سال کے اندر اندر ایسا نشان ظاہر نہ کیا تو میں اپنے آپ کو ایسا ہی لعنتی، ایسا ہی بدکار، ایسا ہی حرام خور، ایسا ہی جھوٹا، ایسا ہی فریبی اور دھوکے باز سمجھ لوں گا۔ جیسا کہ یہ سب لوگ مجھے خیال کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ اگر میں واقعتاً تیری طرف سے ہوں تو تین سال کے اندر اندر ایسا نشان ظاہر فرمادے۔ (تریاق القلوب ص ۲۹۵)

نتیجہ: تین سال گزر گئے۔ کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے گویا اپنے نیک بندوں کی تائید فرمادی کہ میرے نیک بندے جو اس کو دجال، کذاب کہتے ہیں شیطان اور حرام خور کہتے ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

آخری فیصلہ

مولوی ثناءاللہ امرتسری کو مخاطب کر کے مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ آپ اپنے اخبار میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری، کذاب اور دجال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ (مجموعہ اشتہارات ص ۵۷۸ ج ۳)

نتیجہ: مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولوی ثناءاللہ کی زندگی میں مر گیا اور ثابت کر گیا کہ وہ واقعی کذاب، دجال اور مفتری تھا۔ مولوی ثناءاللہ نے اخبار میں سرخی دی کہ جھوٹ میں سچا تھا پہلے مر گیا۔

اسی مجموعہ اشتہارات میں مرزا قادیانی اپنے ایک اشتہار میں لکھتا ہے کہ پس اگر وہ سزا جو انسانوں کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں مولوی ثناءاللہ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر مولوی ثناءاللہ کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون سے میں مر گیا تو مجھے سب یہودیوں سے بدتر سمجھنا۔ (اعجاز احمدی ص ۱۸)

چنانچہ مرزا قادیانی ہیضے کی بیماری میں آناً فاناً لاہور میں مر گیا اور اس کی لاش کو ریل گاڑی میں رکھ کر جس کو وہ خر دجال کہتا تھا قادیان لے جایا گیا۔ اسی لئے مولانا ظفر علی خانؒ نے یہ شعر لکھا تھا کہ۔

خر دجال وہ کیسا کہ جس پر ثانی عیسیٰ
بایں شان وہایں شوکت کرایہ دے کر چڑھتا ہو

مرزا قادیانی کا انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ:

۱...... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ...... اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص۲۰)

۲...... یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اور اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ غرض اس حصے کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱)

۳...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء ص۱۳)

۴...... اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے۔ (براہین احمدیہ ص۷۶ حصہ پنجم)

رنجیت سنگھ اور مرزا قادیانی کی شکل

ایک وزیر نے بھنگی سے کہا کہ اگر تو دربار میں رنجیت سنگھ (رنجیت سنگھ کانا تھا) کو کانا کہہ دے تو سو روپے انعام دوں گا۔ اس بھنگی نے چھٹی لی کہ میں تمہارے میکے جاتا ہوں۔ پھر واپس بادشاہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تیری چھوٹی سالی کہنے لگی کہ یہ رنجیت سنگھ کانے سے آیا ہے اور تین چار دفعہ کہا اور سو روپے انعام وصول کر لئے اور بادشاہ نے بھی کچھ نہ کہا۔

تو اس مرزا قادیانی کی شکل بھی رنجیت سنگھ کی طرح تھی۔ ایک لڑکا مرزائی ہو گیا تھا جب اس نے مرزا قادیانی کی تصویر دیکھی تو کہنے لگا کہ میں اس کانے کے پیچھے لگ گیا اور فوراً توبہ کر لی۔

حاجی وزیر علی کا سانحہ ارتحال

مورخہ ۱۶ر نومبر شام تقریباً ۶ر بجے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہڑپہ شہر کے پرانے کارکن حاجی وزیر علی صاحب اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مڈل سکول ہڑپہ شہر میں پڑھائی۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب قبرستان بھی تشریف لے گئے اور تدفین میں بھی حصہ لیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا ہڑپہ شہر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر تشریف لے گئے اور وہاں دعاء کرائی اور دفتر کی انتظامیہ کو باقاعدہ خصوصی دعاؤں سے نوازا۔

مسیح کی پہچان کیلئے اہم نشانیاں ...... احادیث کی روشنی میں!

صاجزادہ مبشر محمود

- ...... حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس دجال ہوں گے۔
- ...... ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔
- ...... لیکن میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

دیگر رواتیوں میں یہ بھی آیا ہے کہ بہت سے لوگ مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ یہ نشانیاں حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام اور اصلی دجال کی آمد سے پہلے ظاہر ہوں گی۔ حضور اکرم ﷺ نے جن تیس دجالوں کا ذکر فرمایا اس سے ہر ایرا غیرا نہیں بلکہ وہ افراد مراد ہیں جو بہت سے لوگوں کو گمراہ کرکے اپنی جماعت یا انجمن بنانے میں کامیاب ہوجائیں گے اور جو کافی حد تک اثر ورسوخ حاصل کرلیں گے۔ یہ سب دجال ہوں گے اور ان کے بعد اصلی دجال آئے گا اور بعدازاں حضرت مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوں گے۔

- ...... حضور نبی اکرم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ جب کہ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے۔
- ...... ان کا قد درمیانہ ہوگا اور
- ...... رنگ سرخ وسفید ہوگا۔
- ...... کنگھی کئے ہوئے سیدھے سیدھے بال ہوں گے۔
- ...... ان کی والدہ کا نام مریم ہوگا۔
- ...... وہ ایک منصف فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے آئیں گے۔
- ...... صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور سور (جسے عیسائی بڑے شوق سے کھاتے ہیں) قتل کریں گے۔
- ...... ان کے دور میں مال اس طرح بہا بہا پھرے گا کہ کوئی شخص اس کا قبول کرنے والا نہ ملے گا۔
- ...... ایک سجدہ کی قیمت دنیا ومافیہا سے بھی بڑھ جائے گی۔
- ...... عیسیٰ ابن مریم ضرور اتریں گے اور مجھ کو یا محمد ﷺ کہہ کر آواز دیں گے تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔
- ...... حضرت عیسیٰ ابھی مرے نہیں ہیں اور قیامت سے پہلے ان کو لوٹ کر تمہارے پاس آنا ہے۔
- ...... فرمایا: تم میں سے جس شخص کی عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات ہو وہ ان کو میری جانب سے ضرور سلام کہہ دے۔
- ...... فرمایا: وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل میں میں (حضور اکرم ﷺ) ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور درمیان میں مہدی علیہ الرضوان ہوں گے۔

✿ ...... جب کہ عیسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام خود تم میں سے ہوگا۔

✿ ...... سب سے پہلے جو لوگ دجال کا اتباع کریں گے وہ ستر ہزار یہود ہوں گے۔ ان کے سروں پر طیلسان (سبز چادریں) ہوں گی۔

✿ ...... دجال کی نشانیوں کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو وہ نوجوان ہوگا۔ اس کے بال سخت گھونگریالے ہوں گے۔ اس کی آنکھ انگور کی طرح باہر کو ابھری ہوگی۔ وہ شام اور عراق کی درمیانی گھاٹیوں سے ظاہر ہوگا۔ اپنے دائیں بائیں ہر سمت بڑا اودھم مچائے گا۔ اس کی پیشانی پر ک۔ ف۔ ر۔ لکھا ہوگا۔

✿ ...... پوچھا گیا آقا ﷺ وہ کتنے دن زمین پر رہے گا۔

✿ ...... فرمایا کہ چالیس دن۔ پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ پھر دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اس کے بعد بقیہ دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ اس تیز بادل کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا اڑائے لا رہی ہو۔ وہ کچھ لوگوں کے پاس آ کر ان کو اپنی خدائی پر ایمان لانے کی دعوت دے گا۔ وہ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ وہ خوش ہو کر آسمان کو بارش کا حکم دے گا۔ فوراً بارش آ جائے گی۔ زمین کو حکم دے گا سبزہ زار ہو جائے گی۔ شام کو حیوانات، چراگاہوں سے چر کر واپس ہوں گے تو ان کے اونٹوں کے کوہان پہلے سے زیادہ لمبے لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زیادہ دودھ سے بریز، ان کی کوکھیں پہلے سے زیادہ تنی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کو خدائی کی دعوت دے گا۔ مگر وہ نہ مانیں گے۔ جب وہ ان کے پاس سے واپس ہوگا تو یہ بے چارے سب قحط میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ان کے قبضہ میں کوئی مال نہ رہے گا۔ پھر وہ دجال ایک شور زمین سے گذرے گا اور اس کو یہ حکم دے گا کہ اپنے تمام خزانے باہر اگل دے۔ وہ سب اس کے پیچھے اس طرح ہوں گے جیسے مکھیوں کے سردار کے پیچھے سب مکھیاں ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص کو بلائے گا۔ جو اپنے پورے شباب پر ہوگا اور تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر کے اتنی دور پھینک دے گا جتنا تیرانداز اور اس کے نشانہ لگانے کی جگہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ پھر اس کو آواز دے گا۔ وہ ہنستا کھلکھلاتا چلا جائے گا۔ ادھر وہ یہ شعبدہ بازیاں دکھلا رہا ہوگا۔ ادھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ دمشق کے سفید مشرقی مینارہ پر اتریں گے۔

✿ ...... دو زرد زعفرانی رنگ کی چادریں اوڑھے ہوئے ہوں گے۔

✿ ...... دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔

✿ ...... سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے ٹپکتے معلوم ہوں گے۔

✿ ...... سر اٹھائیں گے تو بادلوں سے چاندی کے موتی گرتے محسوس ہوں گے۔

✿ ...... جس کافر کو ان کی سانس لگ جائے گی وہ زندہ نہ رہ سکے گا۔

✿ ...... جہاں تک ان کی نظر کام کرے گی وہاں تک ان کی سانس کا بھی اثر پہنچے گا۔

✿ ...... وہ دجال کا پیچھا کریں گے۔

✿ ...... بیت المقدس میں ایک مقام (باب لد) ہے جہاں پر اس کو قتل کر دیں گے۔

۞ ...... پھر ان لوگوں کے پاس آئیں گے جو اس کے (یعنی دجال کے) فتنے سے بچ رہے ہوں گے اور ان کو تسلی وتشفی دیں گے۔

۞ ...... اس کے بعد خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک خطرناک مخلوق کے نکلنے کی اطلاع دے گا اور حکم ہوگا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر پہنچادو۔

۞ ...... پھر یاجوج ماجوج ہر پست زمین سے نکل پڑیں گے۔

۞ ...... یاجوج ماجوج کی نشانیاں فرمایا پہلے ان کا گزر طبریہ (جگہ کا نام) کے پانی پر ہوگا۔ وہ اسے پی کر ختم کردیں گے۔

۞ ...... فرمایا جب ان کا آخری گروہ وہاں سے گذرے گا تو یہ کہے گا کہ یہاں پانی تھا۔ پھر بیت المقدس کے خمر پہاڑ پر پہنچیں گے اور اپنی قوت کے گھمنڈ میں کہیں گے کہ ہم زمین والوں کو تو ختم کر چکے لو آؤ اب آسمان والوں کا کام تمام کردیں۔

۞ ...... اور اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ قدرت ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس کردے گی۔

۞ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت کوہ طور میں محصور ہوگی۔

۞ ...... یہاں تک کہ بیل کا ایک سرا تنا قیمتی ہو جائے گا کہ جیسا آج تمہارے نزدیک سو دینار ہیں۔

۞ ...... تنگی کی حالت میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت اللہ کی طرف متوجہ ہوگی۔

۞ ...... ان کی دعاء سے ان کی (یاجوج ماجوج) کی گردنوں میں پھوڑے نکل آئیں گے اور وہ سب چشم زدن میں پھول پھٹ کر مر جائیں گے۔

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئیں گے تو زمین پر کہیں بالشت بھر جگہ نہ ہوگی۔ جہاں ان کے سڑے ہوئے گوشت، بدبو اور چربی کا اثر نہ ہو۔

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری کرے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ ایسا انتظام فرمائیں گے کہ ان کے لاشے اٹھا اٹھا کر جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا ڈال دیئے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ مقام نہبل میں پھینک دیئے جائیں گے۔

۞ ...... مسلمان ان کے تیر وکمان اور ترکشوں سے سات سال تک آگ جلاتے رہیں گے۔ پھر آسمان سے اس زور کی بارش برسے گی کہ کوئی بستی نہ رہے گی اور جنگل میں کوئی خیمہ نہ بچے گا۔ جس میں بارش نہ ہو۔

۞ ...... زمین کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اپنے پھل اور اپنی سب برکت ظاہر کردے تو وہ برکت ظاہر ہوگی کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھر جائے گا۔

۞ ...... اونٹنی کے ایک مرتبہ کے دودھ سے اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودھ والی اونٹنی کئی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور ایک دودھ کی بکری ایک چھوٹے خاندان کو کافی ہوگی۔

۞ ...... مخلوق خدا اسی فراغت وعیش میں ہوگی کہ ایک خوشگوار ہوا چلے گی۔ اس سے مسلمانوں کی بغلوں

میں پھوڑے نکل آئیں گے اور صرف بدترین قسم کے کافر بچ رہیں گے جو گدھوں کی طرح منظر عام پر زنا کرتے پھریں گے۔ان ہی پر قیامت قائم ہوگی۔

۞ ...... دوسری روایت میں ہے ام شریک نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ اس دن (یعنی دجال کے زمانہ میں) عرب کہاں چلے جائیں گے۔فرمایا کہ اس وقت عرب بہت کم رہ جائیں گے اور اکثر بیت المقدس میں ہوں گے۔

۞ ...... اس وقت ان کا امام ایک نیک شخص ہوگا۔

۞ ...... یہ امام صبح کی نماز پڑھانے آگے بڑھ چکا ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتر آئیں گے۔

۞ ...... امام ان کو دیکھ کر مصلیٰ سے پیچھے الٹے پاؤں پلٹ آئیں گے تاکہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام امام کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے۔آگے بڑھو اور تم ہی نماز پڑھاؤ۔کیوں کہ اس نماز کی اقامت تمہارے ہی نام سے کہی گئی ہے۔چنانچہ یہ نماز تو یہی امام پڑھائیں گے۔

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔دروازہ کھولو،دروازہ کھولا جائے گا۔ادھر دجال نکل چکا ہوگا۔ اس کے ہمراہ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ہر ایک کے پاس مزین تلوار اور سر پر طیلسان ہوگا۔جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی تو وہ نمک کی طرح پگھل جائے گا اور بھاگنے لگے گا۔

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میرے لئے تیرے نام کی ایک ضرب مقدر ہو چکی ہے۔اس سے بچ کر تو کہاں جا سکتا ہے اور پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔اللہ تعالیٰ سب یہودیوں کو شکست دے گا۔

۞ ...... دجال کا سب گروہ منتشر ہو جائے گا اور کوئی چیز ان کو (یہودیوں کو) پناہ نہ دے گی۔

۞ ...... یہاں تک کہ درخت اور پتھر بھی یہ کہے گا کہ اے مؤمن (میری آڑ میں) یہ کافر موجود ہے۔(اس کو بھی قتل کر دے)

۞ ...... عیسیٰ علیہ السلام،اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔صلیب کو چورا چورا کر ڈالیں گے۔سور کو قتل کریں گے۔جزیہ کی رسم اٹھا دیں گے۔

۞ ...... ان کے دور میں اللہ تعالیٰ تمام مذاہب کو ختم کر دے گا اور صرف ایک مذہب اسلام باقی رہے گا۔

۞ ...... مقام فج روحاء پر حج یا عمرہ دونوں کا احرام باندھیں گے۔

۞ ...... حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر سلام کریں گے اور آنحضرت ﷺ ان کے سلام کا جواب دیں گے۔

۞ ...... نکاح کریں گے۔جس سے ان کے ہاں اولاد ہوگی۔

۞ ...... ان کے دور حکومت میں امن وامان ہوگا۔

۞ ...... زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے۔

۞ ...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین پر زندہ رہیں گے۔

۞ ...... مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور آخر آقا ﷺ کے روضہ مبارک میں آپ کے دو جاں نثاروں سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ کے درمیان دفن ہوں گے۔

حیات فیضؒ!

قسط نمبر:۲

مولانا خدا بخش ملتانی

طلباء کا کھانا:

شعبۂ کُتب میں مولاناؒ کے ساتھ تقریباً چار طالب علم اور بھی تھے۔کل غالباً پانچ طلباء تھے،دوپہر کو خیر پوری ہوٹل والے حضرات نے پانچ روٹیاں اور سالن طلباء کو دینے کا انتظام کر رکھا تھا،جو ایک طالب لے آتا،سب مل کر اسے کھاتے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ،یہ کھانا دراصل دو آدمیوں کے لیے ہوتا تھا، جسے پانچ آدمی کھاتے تھے، گویا طعام الاثنین یکفی الثلاثۃ پر عمل تھا کہ دو کا کھانا تین کو کفایت کر جاتا ہے۔

شام کو مولاناؒ اور آپ کے ساتھی مولانا غلام سرور شاہتاریؒ (مولانا محمد عبید جلوی کے ماموں) میلسی سے ایک میل دور ایک نیک کاشتکار کی طلب پر اس کے کنویں پر جا کر پیٹ بھر کر کھانا کھاتے اور کچھ روٹیاں ساتھ لاتے جو صبح سب کے لیے ناشتہ کا کام دیتیں، یہ دونوں ساتھی آتے جاتے سبق کا تکرار بھی کرتے تھے، باقی ساتھی مختصر کھانے پر اکتفاء کرتے ،الحمدللہ!سب ساتھی صابر و قانع تھے، یہ حضرت مولانا محمد بخش تونسویؒ کی صحبت و تربیت کا اثر تھا اور ان کی پاکیزہ سیرت کی برکت تھی۔

امامت:

اس وقت مولاناؒ کی عمر تو پندرہ سولہ سال کی تھی، لیکن ابھی داڑھی مبارک نہیں اتری تھی، مگر حفظِ قرآن پختہ تھا، اور نماز وغیرہ کے مسائل بھی معلوم تھے، آپؒ کو مولانا محمد بخشؒ نے مسجد مائی والی کا امام بنادیا، اکثر نمازیں مولاناؒ ہی پڑھاتے، سفر پر تشریف لے جاتے تو جمعہ بھی مولانا فیض احمدؒ ہی پڑھاتے اور سرائیکی میں تقریر بھی کرتے۔

ایک طالب علمانہ شوخی:

جامع مسجد مائی والی کے پکے نمازیوں میں ایک بزرگ محترم شیخ عبدالکریم مرحوم بھی تھے، جو نیک اور متشرع تھے، مدرسہ اور مسجد کے بہی خواہوں میں سے تھے، جوتوں کا کاروبار کرتے تھے، جمعہ کے روز کہروڑ پکا سے ان کے ایک مہمان تشریف لائے جو سفید ریش اور نیک صورت تھے، مولاناؒ نے عصر کی نماز پڑھائی، دعا کے بعد اس مہمان بزرگ نے اعتراض کیا کہ جماعت کے لیے کوئی داڑھی والا نہیں ملتا جو اس بے ریش کے پیچھے تم داڑھیوں والے نماز پڑھتے ہو؟ مولاناؒ نے یہ سن کر جواب دیا: کہ اگر صرف داڑھی ہی امامت کا معیار ہے تو پھر داڑھی والے چھیلے (بکریوں کے وڈیرے نر) کو امام بنالو، یہ سنتے ہی محترم شیخ عبدالکریم صاحب اور دیگر نمازی قہقہ لگا کر ہنسنے لگے، ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگئے، وہ معترض صاحب بہت شرمندہ ہوئے، اس کے بعد محترم شیخ عبدالکریم

صاحب نے فرمایا: کہ جب مولانا محمد بخش صاحبؒ نے خود ان کو امام بنادیا ہے ان کی اور دیگر نمازیوں کی نماز درست ہوجاتی ہے تو پھر آپ کا اعتراض کیونکر صحیح ہوسکتا ہے؟

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ورود مسعود میلسی میں:

مولاناؒ کو میلسی میں زمانۂ طالب علمی میں، خطیب بے بدل سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، مولاناؒ کے استاذ مکرم مولانا محمد بخشؒ کے حضرت بخاریؒ سے دوستانہ تعلقات تھے، مجلس احرار کے پروگرام کے تحت وہاڑی سے پسنجر ریل پر میلسی تشریف لائے، بے شار لوگ میلسی کے ریلوے اسٹیشن پر استقبال کے لیے جمع ہوگئے تھے، مولاناؒ بھی شریک تھے، ہجوم کی وجہ سے مولاناؒ نے دور سے زیارت پر اکتفاء کیا، حضرت شاہ صاحبؒ کے ہاتھ میں کلہاڑی تھی، آپ کا حسن و جمال اور رعب و دبدبہ قابلِ دید تھا، بعد میں حضرت شاہ صاحبؒ نے میلسی شہر کی مشہور عیدگاہ میں بہت بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا، شریعت و طریقت اور معرفت آپ کے خطاب کا موضوع تھا، مولاناؒ فرماتے ہیں: کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک بریلوی صوفی، خطاب سے متاثر ہوکر وجد میں تھے اور تڑپ رہے تھے، حالانکہ وہ اس سے قبل حضرت شاہ صاحبؒ کو وہابی کہہ کر تنقید کرتے تھے، پھر حضرت شاہ صاحبؒ میلسی سے ''ککری خورد'' یا کہروڑ پکا اور اس کے گردونواح کے دورے پر تشریف لے گئے۔ ''ککری خورد'' میں حاجی سردار محمد مرحوم رئیس علاقہ نے آپ کو دعوت دی تھی اور آپ کے خطاب کا انتظام بھی کیا تھا، حضرت شاہ صاحبؒ کی آواز بلند بہت تھی، لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی دور دور تک پہنچتی تھی خصوصا تلاوۃِ قرآن کے وقت تو گویا پرندے بھی فضاء میں رک کر آپ کی تلاوت سنتے تھے، مسلمانوں کے ساتھ ہندو اور سکھ بھی کثرت سے آپ کے خطاب میں شریک ہوتے تھے، اور سب لوگ آپ کے سحر آفریں بیان سے متاثر ہوتے تھے، ''ککری خورد'' وغیرہ کے دورے سے واپسی پر مولاناؒ نے خود بعض غیر مسلم پولیس والوں کو حضرت شاہ صاحبؒ کے خطاب کی تعریف کرتے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ آپ کا خطاب مدلّل اور اتنا مؤثر ہوتا ہے کہ اسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہتا، واقعی آپ کا خطاب باصواب، اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا (رواہ البخاری، مشکوۃ ص ۴۰۹) کا مصداق ہوتا تھا۔

میلسی سے جہانیاں:

نئے تعلیمی سال سے آپ کے شریکِ تعلیم مولانا غلام سرور صاحبؒ تو خیر المدارس جالندھر تشریف لے گئے اور مولاناؒ نے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے جامع مسجد رحمانیہ جہانیاں منڈی میں داخلہ لیا اور دو سال وہاں پڑھا۔

چوہدری اللہ دادؒ:

جہانیاں منڈی کی جامع مسجد رحمانیہ اور مدرسہ کے بانی چوہدری اللہ دادؒ تھے جو علاقہ کے رئیس اعظم تھے،

نہایت نیک اور دیندار تھے، علم دین اور دین سے محبت کرتے تھے، اپنی جیب سے عالی شان جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کی، ریلوے اسٹیشن کے قریب عظیم الشان سرائے بنوائی جہاں مسلمان اور غیر مسلم مسافر بدوں فیس آرام کرتے تھے، مدرسہ اور مسجد کے مستقبل کے لیے کچھ زرعی رقبہ اور کپاس کے کارخانے کی آمدنی کا معتدبہ حصہ وقف کردیا تھا، مولاناؒ کے مدرسہ میں داخلہ سے پہلے فوت ہوگئے تھے، آپ کی آخری آرام گاہ جامع مسجد کے ایک گوشے میں ہے۔ نَوَّرَاللّٰہُ مَرْقَدَہٗ .

مولانا غلام احمدؒ:

مدرسہ میں مرکزی استاذ، حضرت مولانا غلام احمد لدھیانویؒ تھے، جو مدرسہ کے ناظم اور مسجد کے خطیب بھی تھے، نہایت بااصول، خوددار عالم تھے، علاقے کے مسلمانوں کے مرجع وماوٰی تھے، مدرسہ سے ایک میل کے فاصلے پر چک نمبر۱۲ میں آپ رہائش پذیر تھے، دونوں وقت طلباء کا کھانا گھر سے پکوا کر، خود سائیکل پر اٹھالاتے، شعبۂ کتب میں چار پانچ طلباء تھے، کبھی کبھی مولانا فیض احمدؒ اور آپ کے ساتھی حافظ خدا بخش بلند پوریؒ دونوں عصر کے بعد سیر کرتے ہوئے، چک نمبر۱۲ میں حاضر ہوکر کھانا کھاتے اور ساتھیوں کا کھانا لے کر مغرب کے بعد واپس مدرسے آجاتے۔

پاکستان بننے سے ایک سال قبل حالات خراب ہوگئے تھے، ہندو مسلم فسادات کا ہر وقت خطرہ رہتا تھا، ان دنوں مولانا غلامؒ احمد ہاتھ میں تلوار لے کر گھر آتے جاتے تھے، مولانا فیض احمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت استاذ مکرم کے پاس میں اکیلا شرح وقایہ پڑھا کرتا تھا، اس طرح کہ میں خود ہی عبارت پڑھتا، خود ہی سرائیکی زبان میں ترجمہ اور تشریح کرتا، استاذ مکرم خاموش سنتے رہتے اور خوش ہوتے اور دعائیں دیتے۔

راقم الحروف احقر خدا بخش عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ بندہ نے بحکم مولانا خیر محمدؒ ضلع اٹک کے شہر فتح جنگ میں دوسال تدریس کی ہے، وہاں ایک دفعہ طلباء کے امتحان کے لیے راولپنڈی سے مولانا عبدالجلیلؒ کو بندہ نے امتحان کے لیے ایک مرتبہ دعوت دی، جو کہ کسی زمانے میں جامعہ خیرالمدارس ملتان میں مدرس رہ چکے تھے، بندہ ان سے اِس سے قبل شناسا نہ تھا، تشریف لائے اور ایک مجلس میں سلسلۂ گفتگو میں انہوں نے بتایا: کہ ’’جامعہ خیرالمدارس میں، میں مدرس تھا، مولانا فیض احمدؒ اور چند اور طالب علم میرے پاس میبذی پڑھتے تھے، مولاناؒ کے علاوہ باقی طلباء نے مولانا خیر محمدؒ سے تشنگی کی شکایت کی، تو مولانا خیر محمدؒ نے سبق تو نہیں بدلا کیونکہ اس میں استاد کی توہین تھی۔ البتہ اختیار دیدیا کہ جو چاہے سبق پڑھنے نہ جایا کرے، تو رفتہ رفتہ ایک ایک کرکے سب چھوڑ گئے۔ مگر مولانا فیض احمدؒ نے نہیں چھوڑا، آتے اور خود عبارت پڑھتے، خود ترجمہ کرتے اور خود ہی تشریح کرتے، میں سنتا رہتا اور تصدیق کرتا رہتا‘‘ واہ فیض احمد واہ

ع ایں کار از تو آمد و مرداں چنیں کنند

جہانیاں میں دیگر اساتذہ کرامؒ:

جہانیاں کے مدرسہ میں دیگر اساتذہ کرامؒ بھی تھے، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) مولانا عبدالخالق خانگڑھی (۲) مولانا عبدالہادی اوچ شریف والے (۳) مولانا عبدالکریم مظفر گڑھیؒ جو کہ فاضل دیوبند تھے، اور جہانیاں منڈی کے ہائی سکول میں عربی ٹیچر بھی تھے، اُن سے مولاناؒ نے عربی ادب کی بعض کتابیں پڑھی تھیں، یہ تمام اساتذہ کرامؒ کامیاب مدرس، متقی، شفیق اور تکلفاتِ مرؤجہ سے کوسوں دور تھے، ان کا رہن سہن، لباس اور وضع قطع سب کچھ سادہ تھا۔ رحمھم اللہ رحمۃً واسعۃً۔

مولانا فیض احمدؒ جہانیاں میں دوسال زیر تعلیم رہے، اکثر جمعرات شام کو بذریعۂ ریل اپنی پھوپھی صاحبہ الحاجہ زینب بی بی کے ہاں چلے جاتے تھے، وہ جمعہ کو مولاناؒ کے کپڑے دھوتیں اور بہت محبت وشفقت فرماتیں، مولاناؒ کا اداس دل باغ وبہار ہو جاتا ان کا گھر گویا مولاناؒ کا اپنا گھر تھا۔

حضرت مدنیؒ کا وُرود مسعود ملتان میں:

۱۹۴۶ء میں شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند نے پنجاب کا دورہ کیا، اسی سلسلہ میں ملتان بھی تشریف لائے، جامعہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان میں جلسہ تھا، اور حضرت کا خطاب تھا، مولاناؒ بھی اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جہانیاں سے حضرت مدنیؒ کی زیارت اور آپ کا خطاب سننے کے لیے ملتان حاضر ہوئے، اسٹیج کا رُخ جنوب کی طرف تھا، مشرقی جانب سرخ پوش نوجوان احراری نظم ونسق سنبھالنے پر مامور تھے، ظہر سے عصر تک حضرت مدنیؒ نے خطاب فرمایا، مولاناؒ فرماتے ہیں: کہ مجھے سیاسی شعور زیادہ نہیں تھا، حضرت مدنیؒ کے خطاب کا ایک مزاحی جملہ یاد رہا، فرمایا: ہمارے مسلمان (لیگی) بھائی کہتے ہیں کہ ہندو ہمیں کھائے جائے گا، جبکہ ہندو بیچارہ تو گائے کی ایک بوٹی بھی نہیں کھا سکتا، تو مسلمان کو کیسے کھا جائے گا؟ اس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

پاکستان:

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں یہ مملکتِ خداداد منصّۂ شہود پر نمودار ہوئی، زبردست انقلاب کی وجہ سے دیگر اداروں کی طرح مدارسِ عربیہ کا نظام بھی درہم برہم ہوگیا۔ شوال سے عیدالاضحیہ تک مولاناؒ جہانیاں کے مدرسہ میں رہے مگر تعلیم کا سلسلہ تقریباً کالعدم رہا، دیگر شہریوں کی طرح طلباء مدرسہ جہانیاں بھی عصر کو اسٹیشن پر جاتے، اس وقت خانیوال کی طرف سے مہاجرین حضرات سے بھری ہوئی گاڑی آتی، بہت سے لوگ زخمی ہوتے، طلباء اور دیگر لوگ مہاجرین کی خدمت کرتے، یعنی کھانے پینے کا انتظام کرتے، مرہم پٹی کرتے وغیرہ وغیرہ، افسوس ناک حالات کی وجہ سے سب کا دل پریشان اور غمگین رہتا، بالآخر مولاناؒ

عیدالاضحیہ کی تعطیلات پر گھر تشریف لے گئے، پھر تعطیلات عید کے بعد مولاناؒ حصولِ تعلیم کے لیے مدرسہ خیرالعلوم، خیر پور ٹامیوالی ضلع بہاولپور تشریف لے گئے، وہاں ایک ہفتہ مولانا مفتی غلام قادرؒ سے مشکوۃ شریف کے چند سبق پڑھے لیکن وہاں بھی انقلاب آبادی کی وجہ سے افراتفری کا عالم تھا۔ایک ہفتہ کے بعد مولاناؒ واپس گھر تشریف لے آئے،اور یوں سلسلہ تعلیم بادل نخواستہ عارضی طور پر موقوف ہوگیا،لیکن مولاناؒ کے دل میں تحصیل علم کا جذبہ موجزن رہا۔

ککری کلاں میں دوکان:

مولاناؒ فرماتے ہیں کہ گھر میں غربت تھی،تو مولاناؒ نے اپنے والد ماجد سے گذارش کی کہ اب تعلیم توفی الحال بند ہے، بقدرِ ضرورت تجارت کر لینی چاہیے،لیکن دوکان کرنے کے لیے گھر میں رقم نہیں تھی، بہرحال خدا کے بھروسے پر کمر باندھ لی، مولاناؒ نے سلسلۂ تجارت اس طرح شروع کیا کہ بستی کے بازار میں ایک چھوٹی سے دوکان دوروپے ماہوار کرائے پر حاصل کرلی، دوسوروپے مُلا نور محمد سے اور پونے دوسوروپے اپنے ماموں حاجی اللہ دتہ مرحوم سے بطورِ قرض لیے اور اپنے چھوٹے بھائی الحاج میاں بشیر احمد صاحب کو اپنے ساتھ ملا کر پرچون کی دوکان شروع کردی،اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے دیانت وامانت اور محنت سے کام کرتے رہے،مشہور ہوگیا کہ مولاناؒ کی دوکان پر بات ایک ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے اور رعایتی نرخ ہوتا ہے،بفضل اللہ! مولاناؒ کو بستی کی بڑی مسجد میں نماز باجماعت کی سعادت بھی نصیب ہوتی رہی، بلکہ اکثر اوقات امامت بھی مولاناؒ ہی کراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت مولاناؒ کو زبردست جدّ وجہد کی ہمت بخشی، اور کاروبار میں برکت عطا فرمائی، پونے دوسال کی مختصر مدت میں چھوٹی سی دوکان سے پونے چارسوروپے قرض اتار کر دو ہزار نفع بھی حاصل ہوا،سب لوگ حیران رہ گئے،اس وقت کا ایک روپیہ کم ازکم آج کل کے دوسوروپے کے برابر ہے، مولاناؒ فرماتے تھے کہ اب میں حیران ہوتا ہوں کہ چھوٹی سی عمر اور ناتجربہ کاری کے باوجود اتنے بڑے بڑے اقدامات کیونکر کیے گئے؟ بس یہ کچھ تقدیر ربانی اور ہدایتِ رحمانی کا کرشمہ تھا اور وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ کا مظہر تھا،دوکان کے عام لوازم کے ساتھ ساتھ کچھ زمین بھی ٹھیکے پر لے کر خربوزے کاشت کیے اور میلسی منڈی میں بیچے، اسی طرح گنے کاشت کرکے فروخت کیے،"ککری کلاں" سے ۴۔۵ میل کے فاصلہ پر گنیس پورہ گاؤں سے کھڑی مہندی خرید کر بیچی، سات آٹھ میل کے فاصلے پر قادر پور سے خشک کھجور بہت زیادہ خرید لی، پھر اس کا نرخ گر گیا، خسارہ ہونے لگا حاجی عطا محمد مرحوم بھی اس میں شریک تھے، دونوں حضرات نے مل کر ایک اونٹنی اور ایک گدھی پر لاد کر، مترو، قطب پور، میاں پور وغیرہ دور دراز قصبوں میں جہاں جہاں ان کے رشتہ دار رہتے تھے اصل لاگت اور ادھار پر بیچ آئے،اس طرح خسارے سے بچ گئے،ادھار ایک سال میں وصول ہوئی۔

چچا قادر بخشؒ کا تعاون:

ان بڑے بڑے اقدامات میں مولاناؒ کے چچا محترم قادر بخشؒ بھی برابر کے شریک اور حصہ دار رہے اور ان کا پورا پورا اور بھر پور تعاون رہا وہ مولاناؒ کے گھر کے کاروبار میں بھی شریک تھے، رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

نکاح:

پاکستان بننے کے تقریباً ایک سال بعد مولاناؒ کے والد ماجدؒ نے مولاناؒ کی پھوپھی اور ماموں کی لڑکی سے شادی کرادی، مولاناؒ کی درخواست پر مولانا محمد بخشؒ میلسی سے سائیکل پر سوار ہو کر ”کھکری کلاں“ تشریف لائے، رات کو خطبۂ نکاح پڑھا اور مسجد میں قیام فرمایا، تھوڑا سا نقد ہدیہ بھی پیش کیا گیا جو حضرتؒ نے قبول فرمالیا تقریباً ایک سال بعد مولاناؒ کے گھر بچہ پیدا ہوا، جس کا نام محفوظ احمد رکھا گیا۔ بحمد اللہ! اب صاحب اولاد در اولاد ہے اور اپنے کاروبار میں مصروف ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

تکمیل تعلیم کا جذبہ:

مولاناؒ کا مفید ترین کاروبار چل رہا تھا اور مولاناؒ صاحب اولاد بھی ہو چکے تھے لیکن دل میں یہ جذبہ شروع ہی سے موجود رہا کہ کسی طرح دورۂ حدیث تک دینی تعلیم مکمل کرلی جائے، اس مسئلہ پر مولاناؒ بار بار غور کرتے رہے۔

ایک دفعہ مولاناؒ، محترم حاجی عبدالکریم دوکاندار ”کھکری کلاں“ کے ساتھ سودا سلف خریدنے کے لیے ملتان تشریف لائے، رات کو اپنے میلسی کے ساتھی مولانا غلام سرورؒ کے ہاں قیام کیا، ضمناً خیر المدارس کے حالات کا جائزہ بھی لیتے رہے، مدرسہ کا علمی ماحول بہت پسند آیا، دل ہی دل میں طے کرلیا کہ اب یہاں پڑھنے کی کوئی صورت نکالنی چاہیے۔

عجیب وغریب درخواست:

مولاناؒ تکمیلِ تعلیم کے لیے والد صاحبؒ سے بالمشافہ درخواست دینے سے شرماتے تھے، اس لیے مولاناؒ نے ایک عریضہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

”محترم والد صاحب! (۱) اگر آپ کی اولاد بالفرض نالائق ہوتی اور چور ہوتی پھر گرفتار ہو جاتی، تو اس کے بال بچوں کی آپ کفالت کرتے، اور بامر مجبوری ان کا بوجھ برداشت کرتے (۲) یا وہ سخت بیمار ہو جاتی تو بھی آپ بوجھ برداشت کرتے (۳) یا وہ فوت ہو جاتی تو بھی آپ کفالت کرتے (۴) اب میرا ارادہ تعلیم مکمل کرنے کا ہے آپ مہربانی فرما کر اجازت مرحمت فرمائیں۔ دوکان میں نو سو روپے نقد ہیں، گیارہ سو روپے کے سودے پڑے ہیں، کچھ ادھار بھی لوگوں سے وصول کرنی ہے، قرض ادا ہو چکا ہے“

مولاناؒ کے والد ماجدؒ عریضہ پڑھ کر کچھ مسکرائے اور اجازت مرحمت فرمادی، فجزاہ اللہ تعالیٰ حسبَ شانِہٖ۔

جامعہ خیرالمدارس میں داخلہ:

۷شوال ۱۳۶۸ھ ستمبر ۱۹۴۹ء کو مولاناؒ تکمیلِ تعلیم کے لیے جامعہ خیرالمدارس میں حاضر ہو گئے، حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ بانی و مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان نے امتحانِ داخلہ لیا، ہدایہ کھول کر عبارت پڑھنے کا حکم دیا ، مولاناؒ نے فرفر عبارت پڑھ دی، مولانا خیر محمد صاحبؒ نے خواندہ عبارت کی آخری سطر کا مطلب پوچھا، تو مولاناؒ نے سرائیکی زبان میں فرفر مطلب بھی بیان کر دیا، حضرتؒ بہت مسرور ہوئے، مسکرا کر ارشاد فرمایا: کہ ''جلدی جلدی مولوی بننا چاہتے ہو یا پکے مولوی''؟ مطلب یہ تھا کہ اگر فرصت تھوڑی ہے تو مشکوٰۃ شریف کی جماعت میں شامل ہو جاؤ، دو سال میں فارغ ہو جاؤ گے اور اگر وقت میں گنجائش ہو تو تین سال لگا لو اور جلالین شریف کی جماعت میں شریک ہو جاؤ، اس صورت میں علم پختہ ہو جائے گا اور زیادہ فائدہ ہو گا، مولاناؒ نے اپنی فطری دانشمندی اور ازلی سعادت مندی سے کام لیتے ہوئے جواب دیا: کہ جیسے آپ کا ارشاد ہو۔ اس تفویضی جواب پر مولانا خیر محمدؒ کی پیشانی مبارک پر مَسَرَّۃ و انبساط کی لہریں دوڑنے لگیں، بہر حال آپ کے ارشاد کے مطابق مولاناؒ جماعتِ جلالین شریف میں شامل ہو گئے، مولانا خیر محمدؒ کو یہ علم نہیں تھا کہ مولاناؒ شادی شدہ اور صاحب اولاد بھی ہیں۔

کوائف خیرالمدارس:

اس وقت جامعہ خیرالمدارس کے کوائف یہ تھے: کہ مدرسہ میں بجلی نہ تھی، اسی طرح دیگر سہولیات بھی ندارد، طلباء کو نقد وظیفہ نہیں ملتا تھا، مطبخ کا کھانا بھی بس لنگر کا کھانا ہوتا تھا، پتلے شوربے والی دال پکتی تھی، لیکن نظام تعلیم و تربیت معیاری تھا، اساتذہ کرام بڑی محنت سے پڑھاتے تھے، مطالعہ و تکرار کا بڑا اہتمام تھا، طلباء کو روحانی و قلبی سکون میسر تھا، نماز عشاء کے بعد حضرت مولانا خیر محمدؒ خود تکرار و مطالعہ کی نگرانی کرتے، دارالحدیث قدیم کے جنوبی جانب میدان میں طلباء، تکرار و مطالعہ کرتے، حضرت مہتمم صاحبؒ ذرا فاصلے پر چارپائی پر لیٹے رہتے، بعض طلباء حضرتؒ کے سر پر تیل کی مالش کرتے اور ہلکا پھلکا دباتے، سالہا سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

خدمت مدرسہ:

اکثر مدرسہ کی خدمت تمام طلباء خود انجام دیتے اور اس خدمت کو اپنے لیے سعادت گردانتے تھے، سہولیات کے فقدان کی وجہ سے شکوئی و شکایت کا طلباء کے دل میں خیال بھی نہیں آتا تھا، یہ سب اساتذہ کرام کے عمل اور ماحول کی برکت تھی۔

ایک دفعہ مولانا فیض احمدؒ اور ان کے رفیق مکرم مولانا محمد صدیق مدظلہ دونوں جامع مسجد ولی محمد چوک بازار ملتان شہر سے چٹائیوں کا ایک بھاری بنڈل میت کی چارپائی کی طرح آگے پیچھے اپنے سر پر رکھ کر مدرسہ میں لے آئے، چوک بازار سے مدرسہ ایک میل کے فاصل پر ہے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس سرگودھا کیلئے پیغام!

مفتی عبدالقدوس ترمذی

حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ کے فرزند ارجمند وخلف رشید حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس صاحب ترمذی مدظلہ سرگودھا کانفرنس میں عدم شرکت کا اعتذار برائے اشاعت لولاک ارسال فرمایا۔قارئین کے افادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ادارہ!

الحمدلله وکفیٰ وسلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلیٰ آله المجتبیٰ واصحابه المرتضیٰ ۰ امابعد!

صدرذی وقار،معزز علمائے کرام،قابل صد احترام سامعین حضرات،السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

احقر ناکارہ بعض ناگزیر وجوہ کی بناء پر شدت اشتیاق اور پرزور دعوت کے باوجود اس عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں حاضر نہ ہوسکا جس کا قلق رہے گا۔’’ولکن کان امر الله قدرا مقدورا ‘‘امید ہے کہ میرے عذر کو قبول فرمایا جائے گا۔ لان العذر عندکرام الناس مقبول!

سب سے پہلے احقر صمیم قلب سے اس عظیم کانفرنس کے انعقاد پر جمیع منتظمین حضرات،خاص طور پر مخدوم ومکرم حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہم اوران کے متعلقین کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام حضرات کی خدمات جلیلہ ومساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اوراپنے شایان شان جزائے خیر عطاء فرمائیں۔آمین!

سردست مختصراً چند گزارشات مـا لا یدرك کله لا یترك کله کے طور پر عرض خدمت ہیں۔امید ہے کہ آپ حضرات توجہ سے ساعت فرما کر احقر کو شکریہ کا موقع عطاء فرمائیں گے۔

یہ ایک واضح حقیقت اور روشن صداقت ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان بنیادی،قطعی اورضروری عقائد میں سے ہے جن کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلاسکتا۔اگرچہ اسلام کے تمام قطعی عقائد اوراحکام کا ماننا ضروری ہے اوران میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔لیکن وہ اہم ضروری عقائد جودین کے قطعی عقائد میں شامل ہونے کے ساتھ ساتھ ضروری وبدیہی عقائد کہلاتے ہیں اوران کا انکار اگر تاویل کے ساتھ بھی کیا جائے تب بھی منکر کفر سے نہیں بچ سکتا۔ان میں ختم نبوت کا عقیدہ ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

قرآن کریم کے صریح نصوص اوراحادیث مشہورہ متواترہ نیز امت کے اجماع اوراتفاق سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ حق تعالیٰ کے آخری نبی اوررسول ہیں۔آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔نہ تشریعی،نہ غیر تشریعی،نہ بروزی،نہ ظلی۔جو شخص آپ ﷺ کے بعد کسی طرح کے نئے نبی آنے کا قائل ہو یا ایسے مدعی نبوت کو مسلمان سمجھتا ہو وہ یقیناً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

متنبی پنجاب وقادیان مرزا غلام احمد قادیانی کو اسی لئے پوری امت مسلمہ نے مرتد قرار دیا کہ اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔مرزائی چاہے وہ قادیانی ہو یا لاہوری سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

یہ مغالطہ انتہائی غلط ہے کہ قادیانی اہل قبلہ ہیں اور اہل قبلہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اہل قبلہ صرف ان کو نہیں کہا جاتا جو بیت اللہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو دین اسلام کے تمام قطعی اور ضروری عقائد کو مانتے ہوں۔ اگر کسی ایک قطعی اور ضروری عقیدہ کا انکار کرنے والا اہل قبلہ نہیں کہلا سکتا تو عقیدہ ختم نبوت جو تمام قطعی عقائد میں اہم قطعی عقیدہ ہے اس کے انکار سے مرزائی کیسے اہل قبلہ اور مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ پھر یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ایک عقیدہ کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ ایمان ’’موجبہ کلیہ‘‘ ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کی نقیض سالبہ جزائیہ آتی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ کسی ایک قطعی عقیدے کا انکار بھی موجب کفر ہے۔ اس لئے ختم نبوت کا عقیدہ بلاشبہ مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے اور ’’لو لاہ لا متنع‘‘ کے درجہ میں ہے۔

پھر یہ بھی سمجھ لیجئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف مرتد تھا بلکہ قرآن وحدیث کے متفقہ مفہوم اور ختم نبوت کے معنی کو بدلنے کی وجہ سے زندیق بھی تھا۔ اس کے ماننے والے بھی صرف کافر یا مرتد نہیں بلکہ زندیق بھی ہیں۔ اس لئے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مرتد وزندیق کی شرعی واصلی سزا قتل کا نفاذ کرے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مرتد کی سزا قتل کو جاری فرما کر حدیث پیغمبر ’’من ارتد فاقتلوہ‘‘ پر عمل کیا اور تمام صحابہ کرامؓ نے اسے تسلیم فرمایا۔

جب تک حکومت کی طرف سے اس سزا کا نفاذ نہ ہو مسلمان اپنے طور پر قادیانی فرقہ سے الگ رہیں۔ ان سے مکمل بائیکاٹ رکھیں اور ان کے خلاف اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور اس سلسلہ میں قانونی چارہ جوئی میں ہرگز سستی نہ فرمائیں۔

تمام بھائیوں اور شرکاء کانفرنس سے گزارش ہے کہ وہ اس فرقہ کو معمولی فتنہ نہ سمجھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ کیونکہ قادیانی اسلام، مسلمان اور ملک سب کے غدار ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی ﷺ کے دشمن ہیں اور درحقیقت یہ یہود ونصاریٰ کے ایجنٹ اور حکومت برطانیہ کا خودکاشتہ پودا اور اسلام ومسلمانوں کے لئے بڑا ناسور ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کو اس فتنہ سے ہر لحہ خبردار رہنا چاہئے۔ اس کے لئے جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے گہری وابستگی اور تعلق کی ضرورت ہے وہیں اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے حضرات اکابر کی کتب کا مطالعہ اور اس موضوع پر منعقد ہونے والے پروگراموں میں شرکت لازمی وضروری ہے۔ امید ہے کہ یہ کانفرنس بھی قادیانی فتنہ سے آگاہی اور اس کی سرکوبی کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے لئے اہم کردار ادا کرے گی۔

آئندہ بھی ضروری ہے کہ اس طرح کے پروگرام کے انعقاد کے ساتھ سرگودھا میں مستقلاً بھی اس موضوع پر درس وتدریس اور کتب ورسائل کی اشاعت کا اہتمام جاری رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تمام فتن اور اس فتنہ قادیانیت سے محفوظ رکھے اور ان کو صحیح معنی میں تمام اسلامی عقائد بطور خاص عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہر طرح سے خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام ختم نبوت سیمینار

جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام ہمدرد سنٹر میں آل پارٹیز طلباء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں اسلامی جمعیت طلباء، انجمن طلباء اسلام، مصطفوی سٹوڈنٹس فیڈریشن، طلباء جماعۃ الدعوۃ، اسلامیہ سٹوڈنٹس فیڈریشن، جمعیت طلباء عربیہ کے راہنماؤں کے علاوہ دینی وسیاسی جماعتوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، تحریک انصاف کے عمائدین نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ نے کی۔ جمعیت علماء اسلام کے مولانا محب النبی، مولانا محمد امجد خان، حافظ ندیم شہزاد، مفتی محمد عثمان، جمعیت طلباء اسلام کے صدر حافظ نصیر احمد احرار، مسلم لیگ ن کے ایم۔ پی۔ اے میاں محمد نعمان، انصاف سٹوڈنٹس فیڈریشن کے غلام مصطفیٰ علیشر، انجمن طلباء اسلام کے ناظم حافظ احسان الحق، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، تحریک انصاف کے اعجاز احمد چوہدری، جماعت الدعوۃ کے آصف خورشید، مصطفوی سٹوڈنٹس کے عارف ندیم گوندل، جمعیت طلباء اسلام کے محمد زکریا، خالد احمد، ظفر اللہ کاکڑ، حافظ شفیق الرحمان، محمد نور آزاد، رحمت اللہ حیدری، عطاء اللہ کاکڑ، محمد الیاس اعوان اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا۔ طلباء تنظیموں کے راہنماؤں نے محسوس کیا کہ تعلیمی اداروں ختم نبوت سیمینارز منعقد کئے جائیں۔ جس میں تمام تنظیموں کے راہنماؤں کی شرکت یقینی بنائی جائے۔ تعلیمی اداروں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ عقیدہ ختم نبوت کو نصاب تعلیم میں شامل کیا جائے۔ طلباء تنظیمیں اپنے اراکین کے لئے مسلمان ہونا ضروری قرار دیں اور ختم نبوت کا حلف نامہ پر کر لیں۔ اگر کوئی تنظیم کسی قادیانی کو ممبر بناتی ہے تو اسے وارننگ دی جائے۔ بصورت دیگر اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعیت طلباء اسلام کے شاندار ماضی، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں والہانہ کردار پر خراج تحسین پیش کیا۔ پروگرام مولانا محب النبی صاحب کی دعاء پر اختتام پذیر ہوا اور درج ذیل متفقہ اعلامیہ پیش کیا گیا۔

اعلامیہ آل پارٹیز طلباء کانفرنس

۱...... قبائلی علاقوں میں لڑی جانے والی جنگ امریکی مفادات کی جنگ ہے۔ جس کو ہمارے ناعاقبت اندیش حکمران پاکستان میں لڑ رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس جنگ کو پاکستان کی سرزمین پر نہ لڑا جائے۔

۲...... پارلیمنٹ کی بالادستی قائم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے بند کمرہ اجلاس کی قرارداد کو موثر بنانے کے لئے قبائل میں آپریشن بند کرانے کے لئے سفارتی ذرائع سمیت تمام ذرائع کو بروئے کار لایا جائے۔

۳...... ملک اس نازک مرحلہ میں کسی قسم کے اختلاف کا متحمل نہیں اور حکومت پاکستان فوری طور پر آپریشن بند کرائے۔

۴...... دینی مدارس تعلیمی اداروں میں ردقادیانیت پر پروگرام رکھے جائیں۔

۵...... حکومت پاکستان جنرل پرویز مشرف کی امریکہ نواز پالیسیوں سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کرے۔

۶...... ۱۹۷۳ء کا آئین بحال کر کے فتنہ قادیانیت کا سدباب کیا جائے۔

۷...... قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

۸...... کوئی طلباء تنظیم کسی قادیانی کو کسی طرح سپورٹ نہ کرے۔

۹...... حکومت امتناع قادیانیت کے حوالے سے آئینی کردار ادا کرے۔

۱۰...... یہ آل پارٹیز کانفرنس حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ کراچی میں امن وامان کو تباہ کرنے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی کرے۔

۱۱...... جمعیت طلباء اسلام اہم معاملات پر تمام صوبائی وقومی اسمبلی اور ارکان سینٹ سے ملاقاتیں کرے گی اور ارکان پارلیمنٹ کے تمام خطوط لکھے گی۔

۱۲...... جدید تعلیمی اداروں کے داخلہ فارم میں ختم نبوت کا خانہ رکھا جائے۔

۱۳...... جدید اداروں کے نصاب تعلیم میں ختم نبوت پر مستقل لٹریچر شامل نصاب کیا جائے۔

۱۴...... اگر بھارت نے پاکستان کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا تو طلباء فوج اور عوام کے شانہ بشانہ بھارت کو منہ توڑ جواب دے گی۔

۱۵...... بھارت کے مطالبے پر حکومت پاکستان کی بھی پاکستانی کو بھارت کے حوالے کرنے یا اس سے تفتیش کرنے یا اسے گرفتار کرنے سے باز رہے۔

بھڑی شاہ رحمان قلعہ دیدار سنگھ میں مولانا شجاع آبادی کا کورس سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد صدیقیہ میں تین روزہ ردقادیانیت کورس یکم،۲،۳؍دسمبر ۲۰۰۸ء کو منعقد ہوا۔ جس کا انتظام مقامی رفقاء مولانا صلاح الدین حنیف وغیرہ نے کیا۔ کورس میں تدریس کے فرائض مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ چنانچہ یکم؍دسمبر بعد نماز فجر اسلام اور قادیانیت میں بنیادی اختلافات اور گفتگو کے طرز پر لیکچر دیا۔ صبح ۸؍بجے گورنمنٹ ہائی سکول کے اساتذہ وطلبہ کو مرزائیت کے کذب پر لیکچر دیا۔ جس کو تمام طلبہ اور اساتذہ نے توجہ سے سنا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد سلیم پورہ میں درس حدیث دیا اور بتلایا کہ رحمت دوعالم ﷺ نے دوسو دس احادیث میں مسئلہ ختم نبوت کو اجاگر فرمایا ہے۔ بعد نماز عشاء کورس کی دوسری نشست منعقد ہوئی۔ جس میں مقامی احباب بڑی دلچسپی کے ساتھ سنتے رہے۔ دوسری نشست میں مسئلہ ختم نبوت اور اجرائے نبوت پر خطاب فرمایا۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ ہم نبوت حضور ﷺ پر ختم مانتے ہیں۔ جب کہ قادیانی مرزاغلام احمد قادیانی پر بند مانتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ مرزا کی جھوٹی نبوت پر قادیانیوں کے پاس ایک بھی دلیل نہیں۔ جس میں بتلایا گیا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد مرزا قادیانی ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی ہیں اور نبوت کا مسئلہ حضور ﷺ پر بند نہیں بلکہ مرزے پر بند ہے۔

۲ر دسمبر بعد نماز فجر ’’ظہور مہدی کا عقیدہ احادیث کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ جبکہ عشاء کے بعد کورس کی چوتھی نشست ’’رفع ونزول مسیح علیہ السلام قرآن وسنت کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر خطاب کیا۔ رات گیارہ سے ساڑھے گیارہ بجے تک چک بہلول میں جماعت الدعوۃ کے زیر اہتمام منعقدہ غلبہ اسلام کانفرنس سے خطاب کیا۔

۳ر دسمبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد صدیقیہ میں کورس کی آخری نشست سے مرزا قادیانی کے اخلاق وکردار پر خطاب کیا اور قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ گیارہ سے بارہ بجے تک جامعہ قاسمیہ سلیم پورہ میں علماء کرام سے خطاب کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ ہر جمعہ خطبہ میں صرف پانچ منٹ قادیانیت کے غلط عقائد کی تردید کریں تو قادیانیت کی تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے۔ تمام پروگراموں میں ڈویژنل مبلغ مولانا محمد عارف شامی شریک رہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے غیر شرعی فیصلوں کے خلاف اجتماعات

صوبائی دارالحکومت کوئٹہ کی بیشتر مساجد میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں علماء کرام نے طلاق حج کے متعلق اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلوں کو غیر شرعی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پریس ریلیز کے مطابق جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں علماء کرام نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قرآن وسنت کے منافی قرار دے کر مسترد کر دیا۔ جامع مسجد مرکزی میں صوبائی خطیب مولانا انوار الحق حقانی نے خطاب کرتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے قرآن وسنت کے منافی سفارشات کو مرتب کر کے پارلیمنٹ سے منظوری کے لئے بھیجے جانے کی اطلاعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے ان سفارشات کو قانونی شکل دی تو ملک کے مذہبی حلقے شدید احتجاج کریں گے اور انتشار پھیلے گا۔ حکومت اس کا نوٹس لے اور سفارشات کو معطل کر کے اسلامی نظریاتی کونسل کی موجودہ باڈی کو تحلیل کر کے تشکیل نو کرے۔ کیونکہ کونسل کے فیصلے اور سفارشات متنازعہ ہوچکے ہیں۔

جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا قاری عبداللہ منیر نے نماز جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا مقصد قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق تشکیل دینے میں حکومت اور پارلیمنٹ کی معاونت کرنی ہوتی ہے۔ لیکن موجودہ کونسل نے ایسے قوانین اور سفارشات مرتب کی ہیں جو قرآن وحدیث کے منافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت سزائے موت کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ قاتل کی سزا قصاص اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ حدود اللہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ حکومت سزائے موت کو ختم کر کے اصل میں شاتم رسول کو سزائے موت سے بچانا چاہتی ہے۔ انہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ حکومت چوری کو تو ختم نہیں کر رہی چوری کی سزا ختم کر رہی ہے۔ اگر کوئی جرم نہ کرے تو سزا کیوں کر ملے گی۔

جامع مسجد صابری میں علامہ مفتی افتخار احمد حبیبی نے مطالبہ کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو فوراً ختم کر دیا جائے۔ جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن میں شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں لادین اور بے دینی لابی چھائی ہوئی ہے جو یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کے

ایجنٹ کہیں طلاق اور حج جیسے اسلامی شعائر کو اپنی مرضی کے تابع کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کی کردار کشی کی جارہی ہے اور غدار وطن ڈاکٹر عبدالسلام کو بڑا سائنسدان ثابت کرنے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں۔ ان کی برسی پر ٹکٹ جاری کیا گیا۔ اب ذرائع ابلاغ سے ان کو مسلمان ثابت کرنے کا پروپیگنڈہ ہو رہا ہے جو قابل مذمت ہے۔ اہل اسلام اس کا نوٹس لیں۔

جامع مسجد مدرسہ مطلع العلوم میں شیخ الحدیث مولانا غلام غوث اربانوی نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل تحلیل کر کے تمام مکاتب فکر کے جید علماء پر مشتمل نئی کونسل تشکیل دے۔ جامع مسجد قندھاری میں مفتی محمد احمد خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران اسلام کے تشخص کو ختم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں اور اسلامی امور کو چھیڑ رہے ہیں۔ خواتین کی آزادی کے نام پر طلاق جیسے دینی فریضے اور حج جیسی عبادت کو مذاق بنارہے ہیں۔ حالانکہ قرآن وسنت نے یہ امور طے کر دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کیا تو اس سے انتشار پھیلے گا۔ جامع مسجد اقصیٰ میں مولانا محمد یوسف ہزاروی نے کہا کہ نظریاتی کونسل اپنے دائرہ کار میں رہے۔ جامع مسجد سراج میں مولانا مفتی محمد شفیع نیاز، جامع مسجد نورانی میں مولانا سید نورالدین ہاشمی، جامع مسجد بسم اللہ میں مولانا محمد یاسین عباسی، جامع مسجد شہید کلی اسماعیل میں مولانا عبدالہادی، جامع مسجد عمر میں مولانا عبداللہ اور دیگر علماء نے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو گمراہ کن قرار دیا۔ اکثر مساجد میں علماء نے اسلام اخبار پر پابندی ہٹانے کو مستحسن اقدام قرار دیا اور کہا کہ اسلام جیسا اخبار ملک کے جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اسلامی اصولوں اور شرعی اقدار کی سربلندی کے لئے کام کر رہا ہے۔ سندھ کی صوبائی اور وفاقی حکومت اس پابندی سے لاعلم ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اخبار پر پابندی کے پس پردہ محرکات اور ان قوتوں کو بے نقاب کرے۔ علماء نے مختلف چینل اور اخبارات پر ناروا پابندیوں پر صحافیوں کے عزم واستقلال کو سراہا ہے۔

پنوں عاقل میں سہ ماہی عشق مصطفیٰ ﷺ کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وشبان ختم نبوت پنوں عاقل کے زیراہتمام ساتویں سہ ماہی عشق مصطفیٰ کانفرنس گذشتہ دنوں شہر کی مرکزی عیدگاہ میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوں عاقل کے امیر حضرت مولانا قاری عبدالحمید شیخ نے کی۔ جب کہ خصوصی مہمان نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن فاتح مرزائیت عاشق مصطفیٰ حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب مدظلہ تھے۔ دیگر مقررین میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈوآدم کے مبلغ حضرت مولانا محمد راشد مدنی صاحب، مجلس علماء اہل سنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا علامہ عبدالغفور حقانی شجاع آباد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے مبلغ حضرت مولانا محمد علی صدیقی، حضرت مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر اوران کے علاوہ شہر بھر کے مقامی علماء کرام وخطباء عظام نے بھی شرکت کی۔

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے فکر انگیز اور ایمان افروز بیان میں فرمایا کہ یہ ختم نبوت کا مسئلہ حضور ﷺ کی ذات کا مسئلہ ہے۔ اگر حضور ﷺ کی ذات بابرکات کا تقدس باقی ہے تو پورے کا پورا دین بھی باقی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت سید کائنات ﷺ کی ذات مبارک کے تقدس کو پامال کر کے مسلمانوں

کے ایمان کا امتحان لے رہے ہیں۔ جب کہ ہم انہیں بتادینا چاہتے ہیں کہ جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے اپنے آقا ومولا خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت اور ناموس کے تحفظ کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے۔ لیکن حضور ﷺ کے باغیوں کو کسی صورت بھی برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ اپنی مہکتی ہوئی جوانیاں سرکار دوعالم ﷺ کے تاج وتخت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کردیں۔ قادیانیوں سے ہماری کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ ہم ان کے خیرخواہ ہیں اور ہم آج بھی ان کے سربراہ مرزا مسرور اور دیگر مرزائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آیئے رحمت للعالمین ﷺ کے دامن شفقت میں پناہ لیجئے۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی فلاح ونجات کا ذریعہ باقی نہیں۔ کانفرنس میں خانوادۂ ہالیجی شریف کے چشم وچراغ حضرت مولانا صاحبزادہ غلام اللہ صاحب ہالیجوی نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس کے تمام تر انتظامات قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام شبیر شیخ، حافظ ایاز شیخ، عبدالغفار اسعدی، حاجی عبدالغنی شیخ، حاجی بلال احمد شیخ، ماسٹر عبدالرحمان شیخ، حافظ عبدالقدیر شیخ اور دیگر دوستوں نے سنبھالے۔ الحمدللہ! کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

شبان ختم نبوت پنوعاقل کا انتخابی اجلاس

پنوعاقل میں شبان ختم نبوت کی بنیاد ۱۹۹۶ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء مناظر اسلام حضرت مولانا جمال اللہ الحسینیؒ نے رکھی تھی۔ الحمدللہ! انہی دنوں سے شبان ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ گذشتہ دنوں شبان ختم نبوت پنوعاقل کے تنظیم نو کے بعد ایک انتخابی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دینی وعصری تعلیمی اداروں کے طلباء اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے بھرپور شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے نائب ناظم اور شبان ختم نبوت کے سابق صدر جناب غلام شبیر شیخ نے کی۔

تمام حاضرین اجلاس نے اتفاق رائے سے آئندہ تین سال کے لئے مشتاق علی منگی کو شبان ختم نبوت کا صدر اور حافظ ایاز شیخ کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا۔ جب کہ دیگر عہدیداروں میں مولانا اظہر حسین الحسینی نائب صدر اوّل، حافظ فہد کورائی نائب صدر دوم، شاکر سلمان قریشی نائب ناظم اوّل، منیر احمد چاچڑ نائب ناظم دوم، حافظ عبدالقدیر شیخ خازن، مولانا جاوید احمد ناظم تبلیغ جب کہ محمد جاوید ملک پریس سیکرٹری حافظ ایاز شیخ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمام نوجوان مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنے ذاتی، سیاسی اور مسلکی اختلافات سے بالاتر ہوکر خالصتاً حضور پرنور ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر شبان ختم نبوت میں شامل ہوں۔ ہم قائد تحریک ختم نبوت شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور اپنے دیگر اکابرین کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم تحفظ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے لئے ہراوّل دستے کا کردار ادا کریں گے۔ تمام دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز میں ختم نبوت کی مہم چلا کر انشاء اللہ پاکستان اور پوری دنیا کو قادیانیت کے ناپاک وجود سے پاک کریں گے۔ انتخابی اجلاس کے آخر میں جناب غلام شبیر شیخ کی جانب سے تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔

مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ ۲۴، ۲۵، ۲۶، ذی الحجہ کو دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوئی۔ اجلاس کی کئی نشستیں ہوئیں۔ جن کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد علی صدیقی میرپورخاص، مولانا محمد فیاض مدنی خیرپورمیرس، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اسحق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالرشید سیال مظفرگڑھ، مولانا محمد یوسف نقشبندی کوئٹہ، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا مفتی محمد خالد میر آزاد کشمیر مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، مولانا فقیراللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عبدالخالق فیصل آباد سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

اجلاس میں طے ہوا کہ آنے والی سہ ماہی میں تیس سے زائد اضلاع، کئی ایک تحصیلوں اور قصبات میں ختم نبوت کانفرنسیں رکھی جائیں گی۔ بالخصوص لاہور بادشاہی مسجد، فیصل آباد دھوبی گھاٹ، بہاول پور جامع الصادق، ملتان اور علی پور میں بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوں گے۔

مجلس کے دستور کے مطابق ہر تین سال کے بعد ممبر سازی، مقامی انتخابات اور مرکزی انتخابات کے لئے مجلس عمومی کی تشکیل ہوتی ہے۔ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ سے ممبر سازی کا آغاز ہوگا جو تقریباً نوماہ تک جاری رہے گی۔ ممبر سازی کے ساتھ ساتھ مقامی انتخابات اور مرکزی مجلس عمومی کی تشکیل کا سلسلہ جاری رہے گا اور چناب نگر کانفرنس ۲۰۰۹ء کے موقع پر امیر اور نائب امیر کا انتخاب ہوگا۔

ماہنامہ لولاک کے خریداروں کو یاددہانی کے خطوط جاری کئے جارہے ہیں۔ تمام خریدار اپنی خریداری محرم سے ذوالحجہ تک تجدید کرالیں۔ اجلاس میں آئندہ تین سال کے لئے تبلیغی، تنظیمی، تعمیری، منصوبوں کی منظوری بھی دی گئی۔ سالانہ سہ ماہی کورس کی کلاس جاری ہے۔ مختلف جامعات کے دس فضلاء کرام زیر تربیت ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام رسول دین پوری تدریس کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

جدید ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے لٹریچر اور اسٹیکرز چھاپنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو عام فہم لٹریچر تیار کر کے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کی نظر ثانی کے بعد اشاعت کا انتظام کرے گی۔

بعض علاقوں میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کی گئی اوران کی انسدادی تدابیر پر غور وخوض کیا گیا اور تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں اور وقتاً فوقتاً دفتر مرکزیہ سے منظوری لیتے رہیں۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ!

تبصرہ نگار: مولانا غلام رسول دین پوری

حیات نفیسؒ مع برگ گل: مرتب: محمد اسحٰق ملتانی: صفحات: ۳۳۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ:

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

پیر طریقت رہبر شریعت امام الخطاطین حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کو کون نہیں جانتا۔ حضرت کی شخصیت جامع صفات تھی۔ اولیاء اللہ کی صحبت انسان کو کہاں سے کہاں تک پہنچادیتی ہے۔ اس کی بین دلیل حضرت اقدس کا وجود مسعود تھا۔ حضرت کے حالات پر یہ پہلی کتاب ہے جسے مرتب موصوف نے ان عنوانات کے تحت ترتیب دے کر طبع فرمایا ہے۔ ۱...... خاندانی پس منظر۔ ۲...... تاریخ خطاطی۔ ۳...... خطاطی اور خطاطوں کے لئے خدمات۔ ۴...... نوادر خطاطی۔ ۵...... فن خطاطی میں طرز نفیس کا تعارف۔ ۶...... فن کی بے لوث خدمت۔ ۷...... حضرت شاہ صاحبؒ اور ختم نبوت۔ ۸...... شیخ طریقت۔ ۹...... عادات، احوال و معمولات۔ ۱۰...... چند خصوصیات و کمالات۔ ۱۱...... حضرت کی قلمی خدمات۔ ۱۲...... فہرست خلفائے مجازین و بیعت اور اشاعت برگ گل نعت مزید ہے۔

کیا خوب ہوتا اگر مرتب حوالہ جات بھی تحریر کرتے کہ صاحب ذوق تفصیل معلوم کرنے کے لئے حوالہ دی ہوئی کتب کی طرف مراجعت کر کے دیدہ و دل منور کرتا۔ تاہم کتاب مذکورانوکھی ہے۔ کاغذ بہت اچھا اور ٹائٹل بھی خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی سعی کو شرف قبولیت بخشیں اور قارئین کے لئے باعث ہدایت۔ آمین!

تفسیر عثمانی

یوں تو تفسیر قرآن پر ہر دور میں کام ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ مگر قرآن پاک کے عجائبات کا سلسلہ غیر متناہی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ قرآن پاک کی تفاسیر میں سے جامع تفسیر ''تفسیر عثمانی'' ہے جس پر حضرات علمائے کرام نے متفرق انداز میں کام کر کے قارئین کے لئے منشاء خداوندی معلوم کرنے کی سہولت فراہم کی ہے۔ زیر نظر نسخہ پر حضرت مولانا محمد ظفر صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور نے محنت شاقہ برداشت کر کے ۴۷۳۳ جدید عنوانات کا اضافہ کیا ہے۔ تفسیری حاشیہ اور فوائد بجائے صفحہ کے بالائی حصہ پر دینے کے دائیں بائیں اور نیچے رکھا۔ تاکہ ''متن قرآن پاک'' نمایاں رہے۔ نیز ہر صفحہ کے فوائد اسی صفحہ پر ختم کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ کہیں کہیں کسی دوسرے صفحہ پر یا آخر میں مع حوالہ صفحہ لکھ دیئے ہیں۔ علاوہ ازیں فائدہ نمبر کو محرابی شکل کا دائرہ دے کر واضح کیا ہے۔ تاکہ تلاش بسیار نہ کرنی پڑے۔ ٹائٹل اچھا ہے۔ کاغذ مناسب ہے۔ بین الدفتین ابتداء میں باری تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ، آخر میں حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ اور فہرست عنوانات بھی دی گئی ہے۔ ہر لحاظ سے منفرد اور خوبصورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی سعی بلیغ کو شرف قبول بخشیں۔ آمین!

علمائے دیوبند کا عقیدۂ حیاۃ النبیؐ اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی: مولف: مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی: صفحات:۱۲۸: قیمت:۸۰ روپے: ملنے کا پتہ: حق چاریار اکیڈمی مدرسہ حیاۃ النبی محلہ حیاۃ النبی گجرات!

عقیدۂ حیاۃ النبیؐ وجمیع انبیاء کرام علیہم السلام امت کا ایک اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ پر چھوٹی بڑی کتب تحریر کی جاچکی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ کچھ عرصہ قبل مولوی عطاء اللہ بندیالوی نے ایک رسالہ بنام ''حیاۃ النبیؐ'' لکھا جس میں اکابر علمائے دیوبند کی مختلف عبارتوں ودیگر دلائل کی روشنی میں بزعم خویش غلط نظریہ پیش کرنے کی سعی لاحاصل کی۔ زیر تبصرہ کتاب میں مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہ نے اس کے پچاس مغالطات وتلبیسات کا مدلل ومفصل جاندار جواب تحریر کیا ہے اور اس بات کی صراحت کی ہے کہ حضرات اکابر علمائے دیوبند کی عبارات اس غلط نظریہ سے صاف وشفاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولف موصوف کو جزائے خیر عطاء فرمائیں اور کتاب مذکور کو کور مغزوں کے لئے باعث روشنی بنائیں۔ آمین!

اشرفی بکھرے موتی: مرتب: محمد اسحق ملتانی: صفحات:۶۲۴: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان!

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی شخصیت سے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کا جو عظیم الشان کام لیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ آج تک نہیں انشاء اللہ تا قیامت حضرت کی فیوض وبرکات جاری رہیں گی۔ الحمدللہ! یوماً فیوماً آپ کے قیمتی خطبات وملفوظات اور علمی واصلاحی کتب کی اہمیت وافادیت بہت اجاگر ہورہی ہے۔ ہر شعبہ (مدارس، مساجد، خانقاہیں، تجارت، زراعت وغیرہ) کے عوام وخواص حضرت کی تصانیف سے مستفید ہورہے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب حضرت کی متعدد مستند کتب سے منتخب ملفوظات، دلچسپ واقعات، پراثر حکایات، مجرب عملیات وتعویذات، لطائف وظرائف کا حسین مجموعہ ہے۔ جسے پڑھ کر ہر مسلمان دین ودنیا کی اصلاح وفلاح حاصل کرسکتا ہے اور اس میں حضرت کی ذاتی ڈائری (بیاض اشرفی) سے جسمانی وروحانی امراض کے مجرب نسخے بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ تاہم ہر لحاظ سے کتاب مذکور کا مطالعہ دین کا صحیح مفہوم پیدا کرے گا اور حاضر جوابی کا ملکہ بھی۔ اللہ تعالیٰ مرتب موصوف کی سعی کو بارآور ثابت کریں اور شرف قبول بخشیں۔ آمین!

آیات ختم نبوت: مولف: مولانا سیف الرحمٰن قاسم: ناشر: جامعہ طیبات لبنات الصالحات گلی نمبر۴ محلہ گڑھ کالج روڈ گوجرانوالہ!

مولف موصوف اس سے پہلے کئی ایک قابل قدر کتب تصنیف فرماچکے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب مصنف مذکور کی تازہ شاہکار تصنیف ہے جس میں سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک قرآن پاک کی مختلف سورتوں سے حضورﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ نیز قادیانیوں کے استدلال پر فاضلانہ گرفت کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ کتاب پڑھ کر احساس ہوتا ہے کہ ابھی دنیا میں بہت سے حضرات علمائے کرام مشائخ عظام ایسے بھی ہیں جو احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین!

امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کے نام خط اور حضرت کا جواب!

گرامی قدر حضرت والد صاحب دام مجدکم! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

بین الاقوامی سطح پر غیر مسلم لابیاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر آلود پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔ ان کے مؤثر جواب کے لئے مسلم راہنماء اسلامی ٹی وی چینل اور کیبل کا سوچ رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں علماء کی دو رائے سامنے آ رہی ہیں۔ ایک طبقہ یہ کہتا ہے جس کی قیادت مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب مدظلہ اور مولانا علی احمد سراج صاحب مدظلہ وغیرہ کر رہے ہیں کہ ایسا ٹی وی چینل اور کیبل جائز اور درست ہے جس میں فوٹو بھی آتی ہے اور ان حضرات نے آپ کے حوالہ سے ایک خبر شائع کی جو کہ اخبارات میں شائع ہوئی کہ آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان مرحوم کو ایسے چینل کی اجازت دی تھی اور پھر علماء کے ایک وفد جس میں مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب مدظلہ بھی تھے۔ ان سے بھی آپ نے ایسے الفاظ فرمائے جس میں فوٹو والے چینل کی تائید ہوتی ہے۔ علماء کے اس نظریہ کے باعث اب مساجد اور مدارس میں بھی دینی مجالس کی فوٹو اور ان کی سی ڈی بے دھڑک تیار کی جا رہی ہیں۔ جب کہ علماء کے دوسرے طبقہ جس میں سرفہرست مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں ایسے چینل اور کیبل بھی کام کر رہے ہیں جن میں فوٹو نہیں آتی اور آواز سے مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے فوٹو والا چینل اور کیبل ناجائز ہے۔ آپ کے بیانات اور تحریروں میں تصویر کو ناجائز کہا گیا ہے۔ خواہ وہ تصویر کیمرہ کی ہو یا ویڈیو سے تیار شدہ ہو۔ جب آپ کے ہاں تصویر ہر حال میں حرام ہے تو آپ نے تصویر والے ٹی وی چینل اور کیبل کی اجازت کیسے دے دی ہے؟ اس بارہ میں کسی عزیز سے اپنے مؤقف کی ایسی وضاحت فرمائیں کہ کوئی ابہام باقی نہ رہے اور آپ کے ہزاروں شاگرد اور لاکھوں معتقدین اس کی روشنی میں ٹھوس رائے قائم کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطاء فرمائے اور تادیر آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین!

فقط آپ کا بیٹا...... حافظ عبدالقدوس قارن
۲۰؍رمضان المبارک بمطابق ۲۱؍ستمبر ۲۰۰۸ء
مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

الجواب!

میں نے کبھی بھی فوٹو کی اجازت نہیں دی۔ میرا مؤقف وہی ہے جو مولانا سعید احمد جلالپوری کا ہے۔ جس چیز میں فوٹو ہو وہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو چیز میری طرف منسوب ہے وہ یا غلط بیانی ہے یا کج فہمی ہے۔ مولانا اسلم شیخوپوری صاحب سے جو میں نے کہا تھا وہ اسلامی بینکاری اور بغیر تصویر والے چینل سے متعلق تھا۔

فقط...... ابوالزاہد محمد سرفراز

۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۱؍ستمبر ۲۰۰۸ء بروز اتوار

سلام بحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

اے آمنہ کے مہ جبیں
اے عرش اعلیٰ کے مکیں
اے فخر گردوں وزمیں
اے رحمت للعالمیں
اے مہر طلعت مہ جبیں
اے سب حسینوں کے حسین

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

اے باعث خلق جہاں
اے باعث کون ومکاں
اے واقف راز نہاں
اے مصدر امن واماں
اے دستگیر بے کساں
اے شاہ و والیٔ دو جہاں

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

اے گیسوؤں والے قمر
اے کان وحدت کے گوہر
اے کامل اکمل بشر
اے درد دل کے چارہ گر
حاضر ہے یہ خستہ جگر
ہے عرض یہ باچشم تر
ہو اب عنایت کی نظر
لیجئے سلام عاصیاں

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

اے احمدؐ والا حشم
پیغمبر فرخ شیم
کان عطا بحر کرم
خیر الوریٰ شاہ امم
ہے آرزو رب کی قسم
نکلے درعالی پہ دم
اور یہ کہیں اس وقت ہم
لیجئے سلام عاصیاں

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

شاہنشاہ ہر دوسرا
درکا تمہارے ہوں گدا
سن لیجئے میری صدا
عرض گدائے بے نوا
ہے دست بستہ یہ سیاہ
ہو لطف بہر کبریا
اے تاجدار انبیاء
لیجئے سلام عاصیاں

لیجئے سلام عاصیاں
لیجئے سلام عاصیاں

ذات واحد عبادت کے لائق

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کے ہیں فرمان اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں
مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں

جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں
نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں

نصاریٰ کی مانند دھوکہ نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا

میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے زیر اہتمام

کانفرنسوں کا انعقاد

۱۱ مارچ	بعد نماز عشاء	جامع مسجد باغ والی	وہاڑی
۲۵ مارچ	بعد نماز ظہر	دار الھدیٰ	پرمٹ علی پور
۲۵ مارچ	بعد نماز عشاء	جامعہ قادریہ	رحیم یار خاں
۲۵ مارچ	بعد نماز عشاء	جامع مسجد منار والی	خانیوال
۲۶ مارچ	بعد نماز عشاء	جامع مسجد الصادق	بہاولپور
۲۷ مارچ	بعد نماز عشاء	دفتر مرکز ختم نبوت	ملتان
۲-اپریل	بعد نماز عشاء		فیصل آباد
۱۱-اپریل	بعد نماز عشاء		لاہور

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے